رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

ع۸۱ کتب خانہ جناب میر محمد اسحاق صاحب
بالمقابل ... دارالانوار
قادیان
Qadian

فاروق قادیان

ایڈیٹر: شیخ قاسم علی احمدی

شرح چندہ پیشگی
سالانہ ہندوستان - عام ... - طلباء ... - ششماہی ...
انڈیا سے باہر سات روپے

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۲ر رجب ۱۳۵۷ھ مطابق ۲۸ر اگست ۱۹۳۸ء | نمبر ۳۲

دارالامان کی خبریں

(۱) سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کی طبیعت خدا کے فضل سے ہفتہ زیر اشاعت میں اچھی رہی۔ اور صحت قابل حمد۔ الحمد للہ۔

(۲) حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کی طبیعت ناساز ہے۔ دعائے صحت کی سخت ضرورت ہے۔

(۳) ۲۸ر اگست تک خطبہ جمعہ مورخہ ۱۹ر اگست فرمودہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہٖ شائع نہیں ہوا۔ صرف ۱۲ر اگست کا خطبہ شائع ہوا ہے۔ جو اس ہفتہ میں نقل کر دیا ہے۔

(۴) ۲۶ر اگست کے خطبہ جمعہ میں حضور ایدہ اللہ بنصرہٖ نے مسئلہ قتل الانبیاء کے متعلق بالعموم حضرت یحیٰی علیہ السلام کی نفی قتل کی تردید میں بالخصوص دلائل ارشاد فرمائے۔ اور الفضل میں جو سلسلہ مضامین دربارہ قتل و عدم قتل یحیٰی علیہ السلام نکل رہا تھا۔ اسمیں مولوی ابو العطاء اللہ دتا صاحب جالندھری کے مضمون مندرجہ الفضل مورخہ ۲۷ر اگست کی پُر زور تردید فرما کر تنبیہ کی۔ کہ آئندہ ایسے مختلف مسائل پر لکھنے سے قبل ضروری ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودہ مسائل سے پورا واقفیت ہو۔ تاکہ حضور علیہ السلام کی تعلیم و عقیدہ کے خلاف کوئی تحریر جماعت احمدیہ کے سامنے نہ آئے۔ حضرت اقدس علیہ السلام کا صریح ارشاد ہے۔ کہ یحیٰی علیہ السلام شہید کئے گئے۔

سلسلہ کی خبریں

تحریک جدید کے ماتحت زندگی وقف کرنیوالے

کچھ عرصہ ہوا۔ اخبار میں ایسے اصحاب کے لئے جنہوں نے اپنے آپ کو تحریک جدید کے مطالبہ وقف زندگی کے ماتحت پیش کیا ہے۔ لکھا تھا۔ کہ عنقریب ان کے لئے ایک کورس تجویز کر کے اسکی اطلاع ان کو دے دی جائیگی۔ تاکہ جب تک ان کو باقاعدہ طور پر تحریک جدید کے کسی کام کے لئے نہیں لیا جاتا۔ وہ جہاں ہوں۔ اور جو کام کرتے ہوں۔ اسے وہیں جاری رکھتے ہوئے ساتھ کے ساتھ اپنے آپ کو اس وقت کے لئے بھی تیار کرتے رہیں۔ جبکہ اچانک ان کی خدمات کی تحریک جدید کو ضرورت پیش آجائے۔ اور اس وقت وہ اپنے آپ کو بالکل اس کے لئے تیار پائیں۔

چونکہ ایسے دوست کوئی نہ کوئی کام ضرور کر رہے ہوں گے۔ جو ان کی معاش کے لئے ضروری ہے۔ لہذا ان کے لئے یہ کورس بہت ہلکا تجویز کیا گیا ہے۔ یہ کورس تحریک جدید سال چہارم کے بقیہ عرصہ یعنی ۳۱ر دسمبر ۱۹۳۸ء تک کے لئے ہوگا۔ اس کے بعد انشاء اللہ ایسے دوستوں کا قادیان میں ہی امتحان بھی ہو جایا کرے گا۔ اور جو دوست جلسہ سالانہ پر تشریف نہ لاسکیں گے۔ ان کے پاس پرچہ بھیج دیا جایا کرے گا۔ کتب حسب ذیل ہیں:-

(۱) فتح اسلام (۲) توضیح مرام (۳) ازالہ اوہام ہر دو حصہ (۴) آسمانی فیصلہ - (۵) نشان آسمانی (۶) آئینہ کمالات اسلام (۷) برکات الدعا (۸) شہادت القرآن (۹) انوار الاسلام (۱۰) ضیاء الحق - (انچارج تحریک جدید قادیان)

قادیان میں تبلیغ احمدیت

قبل ازیں شائع کیا گیا تھا۔ کہ قادیان میں پانچ خاندان جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس تحریک میں روز افزوں ترقی ہو رہی ہے۔ اور محلہ دارالبرکات میں پچھلے دنوں ۱۳ مزید اشخاص حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں۔ اگر نابالغ بچوں کو بھی شامل سمجھا جائے۔ تو کل تعداد ۱۹ ہو جاتی ہے۔ ان لوگوں کے بیعت کرنے سے احرار نے جو اڈا دارالبرکات میں قائم کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا خاتمہ کر دیا ہے۔ احباب کی خدمت میں درخواست ہے۔ کہ ان نئے بیعت کنندگان کے لئے استقامت و برکت کی دعا فرمائیں۔

خدام الاحمدیہ کا امتیازی نشان

خدام الاحمدیہ کی شناخت کے لئے۔ تاکہ ان سے استمداد کی جاسکے۔ نیز تاکہ کوئی فتنہ پرداز اپنے تئیں خدام الاحمدیہ کا ممبر ظاہر کر کے کسی کو دھوکہ نہ دے سکے۔ جس کی ذمہ واری بعد میں مجلس پر عائد کر دی جائے۔ ایک نشان تجویز کیا گیا ہے۔ جو ہر رکن کے پاس ہونا ضروری ہوگا۔ اسکی

(بقیہ ملاحظہ ہو صفحہ ۲ کالم ۳ کے نیچے)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میرا خُدا

تُوہی سُنتا ہے دُعائیں میری
جو محبت ہے مری تیری ہے
تُوہی آغوش میں لیتا ہے مجھے
ہوں تو عاصی مگر اے نکتہ نواز!
کام آتی ہیں نگاہیں تیری
اُن کی رحمت کا ٹھکانا کیا ہے
عرش سے کھینچ کے لاتی ہیں کرم
التجائیں مِری سُن لے پیارے!
تیرا ہلکا سا تبسم بجلی
تیرا ہر نغمہ ہے فردوس گوش
کن دلیروں کا جگر گُردہ ہے
پدرِ روحانی ہے احمدؐ میرا
آپ محمود۔ محمدؐ۔ احمدؐ

تیرے قُربان وفائیں میری
اور سب تیری قضائیں میری
تُوہی لیتا ہے بلائیں میری
بھائی ہیں تجھکو ادائیں میری
ہار جاتی ہیں دعائیں میری
رُوٹھ کر بگڑی بنائیں میری
آہیں جب لَوٹ کے آئیں میری
رائگاں جاتی ہیں رائیں میری
اور سیہ زُلفیں گھٹائیں میری
اور ان نغموں میں "کائیں" میری
برچھیاں سینے پہ کھائیں میری
جس کی ازواج ہیں مائیں میری
آکے تقدیر بنائیں میری

یوں نہ للّٰہ بھلائیں مجھکو
آپ غزلیں بھی نہ گائیں میری

میرا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

وہ جس کی ذات ہے خود آج مبدأ الانوار
محمدؐ عربی ہاشمی حبیبِ خُدا
اٹھا سکا نہ کوئی شخص جس شریعت کو
مقام جس کو ملا ہے دَنیٰ تَدَلّیٰ کا
وہی ہے دُولہا جو فاران سے ہو سکے نازل
کبھی حرا میں کبھی ثور میں رہا مستور
اگر جہاں سے محمدؐ کا نام مٹ جائے
خدا لپیٹیگا تم کو ردائے رحمت میں
جو لامکاں کے گھر کا ہو مہمان اسلم

دعا ہے عرشِ بریں پر سدا مکین رہے
جوارِ سدرہ میں اللہ کا ہم نشین رہے
اُسی امانتِ تشریع کا امین رہے
نگاہ اسکی بھلا کیوں نہ غیب بین رہے
وہ جس کے ہاتھ میں تشریعِ آتشین رہے
مگر گہر ہی وہ کیا جو صدف نشین رہے
نو آسماں رہے باقی نہ سرزمین رہے
جو دل میں دینِ محمدؐ پہ کچھ یقین رہے
وہ کیوں نہ خیرِ رُسل تا ابد حسین رہے

مِلا دیا مجھے مولا سے ایک احمدؐ نے
بھٹکتے راہ میں "تین ایک - ایک تین" رہے

میرا احمدؑ

قوم کا پاسبان آہی گیا
جس کی کدعہ میں آمد آمد تھی
ہم مریضوں کی تھی نظر جس پر
مژدہ اے نخل ہائے پژمُردہ!
دیوِ باطل پچھاڑنے کے لئے
عقل کی لغزشیں تمام ہوئیں
رازِ حق کھول کر بتانے کو
جب کبھی ہم نے التجائیں کیں

رہبر مہربان آہی گیا
وہ نبیؑ قادیان آہی گیا
وہ مسیحؑ زمان آہی گیا
دیکھو! وہ باغبان آہی گیا
ایک جری پہلوان آہی گیا
عشق کا رازدان آہی گیا
ایک شیریں بیان آہی گیا
کوئی تازہ نشان آہی گیا

کفر نے فضل روکنا چاہا
وہ بصد ناز وشان آہی گیا

میرا محمود

میرے محمود! مری روح! مری آنکھ کے نُور!
میرے مُحسن! مرے ہادی! میرے پیارے آقا!
اے مرے مصلح موعود! مرے نفسِ زکی!
اے جگر گوشۂ مہدی! مرے شیخ کامل!
واقفِ رسم وره منزلِ میدانِ وفا!
اے مرے باغِ جناں زینتِ بزمِ امکاں!
اے کہ تو مہبطِ انوارِ الٰہی ہے سدا!
ابر گو لاکھ چھپائے رُخِ انور تیرا
اے کہ سینہ میں ترے چشمۂ ایماں ہے رواں!
نورِ ایماں سے چمکتی ہے جبینِ اطہر
اسلمؔ خستہ جگر بندۂ بے دام ترا
المدد! المدد! اے ابنِ مسیحؑ قدنی
غرق ہوں بحرِ معاصی میں بچائے مجھکو

میرے محبوب! مری جاں! مرے دل کے سرور!
میرے دلدار! مرے مُرشدِ قُدسی و طہور!
اے مرے فخرِ رُسل! قدرتِ ثانی کے ظہور!
میرے احمدؐ کے پسر! عبدِ خُدائے غیور!
ماہرِ عرض ودُعا! محرمِ رمز و دستور!
صاحبِ عزمِ جہانگیر! علاجِ رنجور!
اے کہ دم سے ترے ہو جاتی ہے ظلمت کافور!
تو نہیں رہتا کبھی اہلِ نظر سے مستور
جس کا ہر قطرۂ صافی ہے وفا سے معمور
رقص کرتا ہے تری چشم میں خود جلوۂ طُور
عرض کرتا ہے بصد عجز و بکا تیرے حضور
اے کہ عالم میں ترا زورِ دعا ہے مشہور
تُو نہ پہنچا تو نکل جائے گی جانِ مجبور

یہ دعا کر کہ کبھی سُست نہ ہو گام مرا
کام مشکل ہے بہت منزلِ مقصود ہے دُور

والسلام

(خاکسار راجہ محمد اسلم بی اے محلہ قصاباں - ایبٹ آباد۔ ضلع ہزارہ)

بقیہ صا

قیمت ۳ر تجویز کی گئی ہے۔ بیرونی مجالس کے زعماء کرام سے التماس ہے۔ کہ وہ خاکسار کو فوراً مطلع فرمائیں۔ کہ ان کے ہاں خدام کے لئے کتنے بیجوں کی ضرورت ہوگی۔ نیز ۳ر فی کس کے حساب سے قیمت بھی ارسال فرمائیں۔ تا بیج بنوانے کا جلد انتظام کیا جا سکے۔

(سکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ قادیان)

تحریک قرضہ ایک لاکھ

اس تحریک میں جو روپیہ قرض لیا گیا۔ اس کی رسیدوں پر واپسی قرضہ کی تاریخیں درج ہیں۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ تاریخ واپسی سے کم از کم ایک ہفتہ قبل اصل رسید دفتر ہذا میں ارسال فرما کر اپنی رقم کا بروقت مطالبہ فرمالیا کریں۔ رسید بھیجتے وقت یہ بھی تحریر فرمائیں۔ کہ قرضہ کا روپیہ کس طریق سے ادا کیا جائے۔ آیا یہاں خزانہ میں ان کے حساب میں جمع کر دیا جائے۔ یا ان کے پاس بھیجا جائے۔ احباب کی اطلاع کے لئے عرض ہے۔ کہ اب تک اس قرضہ میں سے قریباً بیس ہزار روپیہ واپس دیا جا چکا ہے۔

(ناظر بیت المال قادیان)

امتحان کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

امسال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا امتحان ۱۶ر اکتوبر ۱۹۳۸ء بروز اتوار ہوگا۔ کتب نصاب منن الرحمٰن۔ کتاب البریۃ مسیح ہندوستان میں اور نسیم دعوت ہیں۔ اگر آپ نے اب تک اپنا نام امیدواران امتحان کی فہرست میں درج نہیں کرایا۔ تو ابھی وقت ہے۔ فوراً درج کرائیں۔ بلکہ دوسروں میں بھی شمولیت کی تحریک فرمائیں۔

(ناظر تعلیم و تربیت)

دریا میں چلنے والی بائیسکل

آسٹریا کے ایک انجنیئر نے ایک ایسی بائیسکل ایجاد کی ہے۔ جو خشکی کے علاوہ دریا میں پانی کی سطح پر بھی چل سکتی ہے۔ یہ نو ایجاد بائیسکل کسی نہ کسی حد تک لائف بلٹ کے اصول پر تیار کی گئی ہے۔ اور اس کے دونوں پہیوں میں ایک برقی پرزہ لگا ہے۔ جو سطح آب پر بائیسکل کے توازن کو قائم رکھ کر اسے ڈوبنے سے محفوظ رکھتا ہے۔ ہینڈل کے پاس ریگولیٹر نصب ہے۔ جس کے ذریعہ مندرجہ بالا پرزہ کسی قوت میں موجود ہوں رو ال کے تناسب کے مطابق کشتی کی طرح چل سکتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

جلد ۲۳ قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۳۸ء نمبر ۳۲

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۳۸ء

خالق و مخلوق دونوں کے کامل مظہر بنو

فرمودہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

ہر انسان کے اندر اللہ تعالےٰ نے

دو قسم کے حواس

رکھے ہیں۔ ایک وہ حواس ہیں۔ جو اس کے تعلقات کو بیرونی دنیا سے قائم کرتے ہیں۔ اور ایک وہ حواس ہیں۔ جو اس کے تعلقات کو خود اس کے جسم کے اندرونی حصوں سے قائم کرتے ہیں۔ یہ دونوں قسم کے حواس اپنی اپنی جگہ پر نہایت ہی ضروری ہیں۔ جو حواس انسان کے اپنے نفس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ وہ قائم مقام ہیں مخلوق کے۔ اور جو حواس بیرونی دنیا کے ساتھ تعلق قائم رکھتے ہیں۔ وہ قائم مقام ہیں خالق کے۔ گویا انسان

ایک مرکزی نقطہ

ہے۔ جس پر خالق کی طرف سے ایک وتر آکر گرتا ہے۔ اور ایک مخلوق کی طرف سے آکر گرتا ہے۔ وہ اپنے اندر الٰہی صفات کو بھی پیدا کرتا ہے اور عبودیت کرنے والے وجود جو اللہ تعالےٰ کی ذات پر دال ہیں۔ ان کو بھی اپنے اندر پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی وہ صفات جو مخلوق کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ اور جو

تشبیہی یا تنزلی صفات

کہلاتی ہیں۔ وہ وہی ہیں۔ جن سے خدا تعالےٰ اور بنی نوع انسان کے درمیان واسطہ ہوتا ہے۔ اور خدائی صفات ان کے اندر آکر اپنی قوتوں اور طاقتوں کو ظاہر کرتی ہیں۔

مثلاً اللہ تعالےٰ رحم کرتا ہے۔ اور رحم کا وجود چاہتا ہے۔ کہ کوئی اور ہستیاں ہوں۔ جن پر رحم کرے۔ اور جبکہ وہ رحم کرتا ہے۔ تو ضروری ہے۔ کہ

رحم کے دو مقتضیات

اس کے اندر پائے جائیں۔ یعنی وہ سننے والا بھی ہو۔ اور دیکھنے والا بھی۔ تا اس کے رحم کی مستحق جو مخلوق فریاد کر سکتی ہے۔ اسے سُن کر رحم کرے۔ اور جو فریاد نہیں کر سکتی ان کی کسی فریاد کے بغیر ہی ان کی حالت کو دیکھ کر ان پر رحم کرے۔ پھر اس رحم کے تقاضا کے ساتھ

رحم کا انتہائی حصہ

ہدایت ہوتی ہے۔ یعنی جبکہ ایک ہستی یہ چاہتی ہے۔ کہ دوسری کو ادنےٰ حالت سے ترقی دے کر اوپر لے جائے۔ رحمت کا ادنےٰ مفہوم شفقت ہے۔ یعنی تکلیف کو دور کرنا۔ اور اس کے اعلےٰ حصہ میں

ترقی دینے کی خواہش

ہوتی ہے۔ ایک تندرست بچہ جسے کوئی بیماری نہیں۔ اس کا معدہ بھی اچھا ہے۔ اسے کھانے کو بھی مل جاتا ہے۔ دیکھنے کے لئے آنکھیں موجود ہیں۔ اور سننے کے لئے بھی مہیا ہیں۔ کان ہیں۔ اور اس کے ایسے رشتہ دار بھی موجود ہیں۔ جن کی باتیں وہ سُن سکے۔ اس کے لئے جسمانی طور پر کسی شفقت کا موقعہ نہیں۔ کیونکہ اسکی ہر طبعی ضرورت پوری ہے۔ لیکن اس کی طبعی ضرورتوں کا پورا ہو جانا اسے کسی بلند مقام پر کھڑا نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے لئے اور چیزوں کی ضرورت ہے۔ جو اسے دوسری اشیاء سے ممتاز کر دیں۔ اس کے

طبعی مقام کو بلند

کرکے اسے اوپر لے جائیں۔ جسے دیکھ کر ہر شخص کہے۔ کہ یہ اپنے طبعی مقام سے اوپر پہنچ گیا ہے۔ اور اس طرح اس نے ایک امتیاز حاصل کر لیا ہے۔ اور اس کے لئے

تعلیم اور ہدایت

کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس رحم کا آخری حصہ ہدایت ہے۔ اور اس کا ادنےٰ مقام شفقت ہے۔ دوسرے کی کمزوری کو محسوس کرنا اور اسے دور کرنا یہ تو شفقت ہے۔ لیکن جب کوئی کمزوری اور تکلیف نہ ہو۔ تو اسے بلند مقام پر لے جانے کے لئے جس چیز کی ضرورت ہے۔ وہ احسان ہے۔ اور اسے مکمل کرنے کے لئے صفت ہدایت کی ضرورت ہوتی ہے جس طرح شفقت کے پورا ہونے کے لئے سمع و بصر کی صفات ضروری ہیں۔ اسی طرح احسان کے مکمل ہونے کے لئے ہادی ہونا ضروری ہے۔ اور خدا تعالےٰ ہادی ہے۔ وہ ہادی بھیجتا بھی ہے۔ اور خود بھی رہنما کی صورت اختیار کرتا ہے۔ اور انسان کے آگے آگے چلتا ہے۔ حتیٰ کہ اسے وہ مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ کہ جس کے پانے سے وہ

دوسروں سے ممتاز

نظر آنے لگتا ہے۔ اور ثابت ہو جاتا ہے کہ اسے دوسری مخلوق سے کچھ امتیاز حاصل تھا۔ اور وہ اپنے اندر کچھ

الوہیت کی صفات

بھی رکھتا ہے۔

ہدایت کا ظاہری نمونہ زبان ہے۔ زبان کی گفتگو سے انسان دوسرے کو ہدایت دیتا ہے۔ اور اسکی تکمیل کے لئے حرکت کی ضرورت ہے۔ عربی میں ہدایت کے تین معنے ہیں۔ رستہ بتانا۔ رستہ دکھانا اور رستہ پر لیکے چلے جانا۔ کبھی کوئی شخص تم سے رستہ پوچھتا ہے۔ تم کسی کام میں مشغول ہوتے ہو۔ یا طبیعت میں بخل کا مادہ ہوتا ہے۔ یہ

احسان کا مادہ

نہیں ہوتا۔ تم ہل چلا رہے ہوتے ہو۔ یا لکڑیاں کاٹتے ہو۔ تو وہیں سے منہ اٹھا کر کہہ دیتے ہو۔ کہ اس طرف چلے جاؤ۔ آگے دو رستے ہوں گے۔ وہاں سے اس طرف ہو جانا۔ تم اسے رستہ تو بتاتے ہو۔ مگر اپنی جگہ سے ہٹتے نہیں ہو۔ اس سے ایک اجنبی آدمی جسے رستہ پانے کی مشکلات ہوں گی۔ اور جو اس علاقہ کا واقف نہ ہوگا اس کے

دل کی گھبراہٹ

دور نہ ہو سکے گی۔ گو وہ تمہارا ممنون ہوگا اسے خدشہ ہوگا۔ کہ شائد کہیں بھول جاؤں اور وہ تسلی کے لئے بعد میں اگر کوئی اور شخص اسے ملے۔ تو وہ اس سے بھی پوچھتا ہے کہ فلاں مقام کو کونسا رستہ جاتا ہے۔ لیکن اگر تمہارے اندر احسان کا مادہ زیادہ ہے یا تمہیں فرصت ہے۔ اور نیکی کی طرف تمہاری طبیعت راغب ہے۔ تو تم اسے کہتے ہو۔ کہ بھائی جی۔ آؤ میں رستہ دکھاؤں۔ اور اس کے ساتھ جاکر تمہیں اس جگہ اسے چھوڑ آتے ہو۔ جہاں سے دھوکا لگ سکتا تھا۔ اور پھر اسے بتا دیتے ہو۔ کہ سیدھے چلے جاؤ۔ لیکن اگر

منزل دور اور رستہ پیچیدہ

ہے۔ تو کچھ دور تک جاکر اسے پھر مشکل پیدا ہوگی۔ اور وہ پھر پوچھے گا۔ اور تیسری صورت یہ ہے۔ کہ اگر تمہیں مقدرت اور توفیق ہے۔ طبیعت میں

نیکی اور احسان کا مادہ بہت زیادہ

ہے۔ تو تم اس کے ساتھ ہو جاتے ہو۔ اور گھر پہنچا آتے ہو۔ اور دکھا آتے ہو۔ کہ یہ جگہ ہے۔ مجھے یاد ہے۔ جب ہم ولایت گئے۔ تو ہم ایسی جگہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ جہاں سے مسجد احمدیہ دس بارہ میل تھی۔ منتظمین کو بھی اس بات کا خیال نہ آیا۔ کہ ممکن ہے۔ ان کو یہاں پہنچنے میں دقت ہو۔ چنانچہ پہلی دفعہ جب ہم مسجد کی طرف چلے۔ تو اتفاق کی بات کہ ٹیکسی والا بھی وہ ملا۔ جو لنڈن کا نہیں۔ بلکہ علاقہ کا رہنے والا تھا۔ اور بڑے بڑے رستوں کے سوا چھوٹی گلیوں کا واقف نہ تھا۔ لنڈن کے رہنے والے ڈرائیور تو عام طور پر واقف ہوتے ہیں۔ لیکن وہ نہ تھا۔ اسلئے بڑی بڑی گلیوں تک وہ آگیا۔ لیکن جب مسجد دو تین میل کے فاصلہ پر رہ گئی۔ تو وہ رستہ بھول گیا۔ اب ادھر

مسجد میں ہمارا انتظار

ہو رہا تھا۔ اور ادھر ہم ادھر ادھر چکر لگا رہے تھے۔ کئی جگہ سے پوچھا۔ مگر رستہ نہ ملا۔ ایک جگہ ایک شخص موٹر میں بیٹھا تھا۔ اور اس کے پاس ایک شخص موٹر سائیکل پر سوار کھڑا اس سے باتیں کر رہا تھا۔ ٹیکسی کھڑی کرکے ڈرائیور نے اس موٹر والے سے رستہ دریافت کیا۔ لیکن اسے معلوم نہ تھا۔ موٹر سائیکل والا جانتا تھا۔ اسلئے اس نے اسے تفصیل کے ساتھ رستہ بتایا مگر ڈرائیور چونکہ ناواقف تھا۔ اس نے پھر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جرح کی۔ اور وہ سمجھ گیا۔ کہ یہ لنڈن کا رہنے والا نہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ اسے موٹر والے سے کوئی ضروری کام تھا۔ کیونکہ اس نے اس سے کہا۔ کہ آپ میرا انتظار کریں۔ میں رستہ بتا آؤں۔ چنانچہ وہ

دو تین میل تک ہمارے ساتھ

آیا۔ اور مسجد کے سامنے پہنچ کر اس نے بتایا۔ کہ یہ ہے۔ تو تیسری شق اسکی یہ ہے۔ کہ منزل مقصود پر پہنچا دیا جائے۔ پہلی شق میں تو صرف زبان ہی کام کرتی ہے مگر دوسری اور تیسری میں صرف زبان کام نہیں دے سکتی۔ بلکہ اس کے ساتھ

حرکت کی قابلیت

بھی ضروری ہے۔ اگر پاؤں نہ ہوں۔ تو صرف پہلی قسم ہدایت کی ہی ہے۔ جو ہم اختیار کر سکتے ہیں۔ یہ نہیں کر سکتے۔ کہ رستہ دکھا دیں۔ یا رستہ پر لیتے چلیں۔ کیونکہ ان

دونوں شقوں کے لئے

حرکت کی قابلیت درکار ہے۔ جو انسان کے اندر لاتوں کے ساتھ ہوتی ہے۔

یہ چیزیں ایسی ہیں۔ کہ جن کے بغیر فضل کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ اور یہ اللہ تعالے میں پائی جاتی ہیں۔ وہ سمیع ہے۔ یعنی سُنتا ہے۔ مگر کانوں سے نہیں۔ وہ بصیر ہے۔ یعنی دیکھتا ہے۔ مگر آنکھوں سے نہیں۔ وہ متکلم ہے۔ یعنی بولتا ہے۔ مگر زبان سے نہیں۔ وہ حرکت کرتا ہے۔ مگر پاؤں سے نہیں۔ وہ پکڑتا۔ اور دیتا ہے۔ گرفت کی طاقت رکھتا ہے۔ مگر ہاتھوں سے نہیں۔ وہ اگر سُننے والا نہ ہوتا۔ تو فریاد کس طرح سُنتا۔ وہ اگر دیکھنے والا نہ ہوتا۔ تو جمادات اور حیوانات کی حالت سے کس طرح آگاہ ہوتا۔ اگر بولنے والا نہ ہوتا۔ تو ہدایت کس طرح دیتا۔ اگر چلنے والا نہ ہوتا۔ تو ہدایت کے مقام پر کس طرح پہنچاتا۔ اگر اس کے ہاتھ نہ ہوتے۔ تو وہ مشکل کے وقت مدد کس طرح کرتا۔ جب ہم کہتے ہیں۔ کہ

خدا تعالے اکے ہاتھ

ہیں۔ تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے۔ کہ تمام وہ کام کر دیتا ہے۔ جس کے لئے انسان کو ہاتھوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہی وہ صفات الوہیت کی ہیں۔ جن سے اللہ تعالے مخلوق کے ساتھ تعلق پیدا کر دیتا ہے۔ اور یہ سب کامل طور پر انسان میں ہی پائی جاتی ہیں۔ باقی حیوانات میں سے بعض چلتے ہیں۔ لیکن ان کے ہاتھ انسان کی طرح کے نہیں ہوتے۔ بعض

جیسے بندر پکڑتے ہیں۔ اور اس طرح کہا جا سکتا ہے۔ کہ ان کے ہاتھ ہیں۔ مگر ان کی زبان نہیں۔ وہ چیز کو پکڑ تو لیں گے۔ مگر اپنے

خیالات تفصیلی طور پر

بیان نہیں کر سکتے۔ یہ سب باتیں انسان میں ہی پائی جاتی ہیں۔ تا وہ الوہیت کا مرکز ہو جائے۔ اور جس طرح خدا تعالے اپنی قوتوں کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ بھی کرے۔ ورنہ تھوڑی تھوڑی یہ طاقتیں تو سب میں ہیں۔ قرآن کریم نے سب سے پہلے بتایا کہ

نباتات میں حس

ہے۔ اور اب سائنس نے بھی اسکو تسلیم کر لیا ہے۔ قرآن کریم ہی سب سے پہلا کلام ہے۔ جس نے یہ بتایا ہے۔ کہ ہر چیز کے جوڑے ہوتے ہیں۔ اور جوڑا ہونے کے معنے ہی یہ ہیں۔ کہ حس موجود ہے۔ قرآن کریم نے ہر چیز کا جوڑا بتایا ہے۔ گویا نہ صرف نباتات۔ بلکہ جمادات میں بھی حس ہے۔ اور اب سائنس کے بعض ماہرین اس حقیقت کو تسلیم کر رہے ہیں۔ اور بعض دھاتوں کے متعلق وہ مانتے ہیں۔ کہ ان میں حس ہوتی ہے۔ مثلاً

ٹین کے متعلق

مجھے یاد ہے۔ میں نے پڑھا ہے۔ کہ اس میں حس کا ہونا تسلیم کیا گیا ہے۔ امید ہے۔ کہ دنیا آہستہ آہستہ ان علوم کو پالے گی۔ تو بیرونی حواس کامل طور پر انسان میں پائے جاتے ہیں۔ اور اگر غور سے دیکھیں۔ تو اندرونی حصے بھی بیرونی میں موجود ہیں۔ جب ہم کہتے ہیں۔ کہ تبلیغ کرو۔ چندہ دو۔ یا بنی نوع انسان کی خدمت کرو۔ تو سارا زور ہمارا ان صفات کے متعلق ہوتا ہے۔ جو الوہیت کی ہیں۔ یہ سارے کام اللہ تعالے کرتا ہے۔ جب ہم کہتے ہیں۔ کہ چندے دو۔ تو گویا ہم یہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالے کی

صفت رزاق کے مظہر

بنو۔ اور جب کہتے ہیں۔ تبلیغ کرو۔ تو منشاء یہ ہوتا ہے۔ کہ ہادی بن جاؤ۔ جب کہتے ہیں۔ لوگوں کی خدمت کرو۔ تو رحمٰن اور رحیم بناتے ہیں۔ یہ سارے کام الوہیت کے ہیں۔ اور یہ سب اچھے کام ہیں مگر سوال یہ ہے۔ کہ کیا یہ کافی ہے۔ کہ ہمارے یہ سارے کام الوہیت کے ہوں۔ اور

اپنے مقام کو

ہم بھول ہی جائیں۔ ہمیں یہ کبھی یاد بھی نہ آئے۔

کہ ہم مخلوق ہیں۔ خدا تعالے خالق اور الٰہ ہے۔ اس لحاظ سے اسکی

ذاتی صفات ازلی طور پر کامل

ہیں۔ اور ان کی تکمیل کا بار اس پر نہیں۔ لیکن ہم تو مخلوق ہیں۔ اسلئے اپنی تکمیل کی طرف بھی ہماری توجہ ہونی چاہیئے۔ خدا تعالے تو آپ ہی آپ کامل ہے۔ اسے تو یہ ضرورت نہیں۔ کہ کہے۔ میرے اندر کی فلاں چیز خراب ہے۔ اسے درست کروں۔ وہ ازلی طور پر کامل ہے۔ لیکن ہمارے اندر تو

مخلوق کی صفات

بھی ہیں۔ اور مخلوق کا انجن بگڑتا رہتا ہے۔ اللہ تعالے نے ہمارے اندرونی حصول کے مقابلہ پر بعض بیرونی حصے ایسے رکھے ہیں۔ کہ جن سے یہ علم ہو جاتا ہے۔ کہ جسم کے اندرونی حصہ میں کیا خرابی ہے۔ مثلاً ہماری زبان ہے۔ یہ میٹھا بھی چکھتی ہے۔ اور کڑوا بھی۔ ترش بھی اور نمکین بھی لیکن بعض اوقات یہ آپ ہی آپ ہر چیز کو کڑوا چکھنے لگتی ہے۔ یہ حالت بتاتی ہے۔ کہ

جسم کے اندر کوئی خرابی

ہے۔ اور یہ اندرونی حس کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ گویا ہماری زبان صرف باہر کی چیزوں کو ہی نہیں چکھتی۔ بلکہ اندر کی حالت کو بھی محسوس کرتی ہے۔ زبان کے یہ مزے اپنی ذات میں بعض قوتوں پر دلالت کرتے ہیں۔ اگر یہ مزے قائم نہ رہیں۔ تو ہم دوسرے لوگوں کو مشکلات میں ڈال دیں گے۔ کیونکہ جہاں میٹھا دینے کی ضرورت ہے۔ نمکین دے دیں گے۔ اور جہاں کڑوے کی ضرورت ہو۔ ترشی دے دیں گے۔ تو یہ مزے خالی منہ کے مزے نہیں۔ بلکہ انسان کے

جسم کی اندرونی حسول

سے ان کا تعلق ہے۔

ذیابیطس کے مریض کو ہم شکر نہیں دیتے تو کیا اسکی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ اس کے منہ کا ذائقہ خراب ہے۔ یہ وجہ نہیں۔ بلکہ اسکی وجہ اس کی اندرونی خرابی ہے۔ یا خون کی خرابی کی صورت میں ہم نمک نہیں دیتے یا نزلہ میں ترشی سے پرہیز ہوتا ہے۔ تو اسکی وجہ یہ نہیں ہوتی۔ کہ زبان خواہش نہیں کرتی۔ بلکہ زبان تو ایسی حالت میں زیادہ خواہش کرتی ہے۔ ہم اس لئے نہیں دیتے۔ کہ

جسم میں ان کی ضرورت

نہیں ہوتی۔ تو مزے در اصل انسان کی اندرونی قوتوں پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ بھی رنگوں کی طرح ہیں۔ کبھی ہمیں سرخ رنگ پسند ہوتا ہے۔ اور کبھی سبز۔

اسی طرح ان ذائقوں کا حال ہے۔ ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھ کچھ تاثیریں رکھتا ہے۔ میٹھا اپنے ساتھ کچھ تاثیریں رکھتا ہے۔ جو کبھی اچھی۔ اور کبھی بُری بھی ہوتی ہیں۔ اسی طرح کڑواہٹ کی بعض تاثیریں ہیں۔

زبان کے ذائقہ کا کڑوا ہونا

بتاتا ہے۔ کہ معدہ میں نقص ہے۔ اور کہ اسے کڑوی چیزوں کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹری تجربات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے۔ کہ کڑوی اشیا خون کی صفائی اور معدہ کی تقویت کا موجب ہوتی ہیں۔ اسی طرح میٹھا

دل کی تقویت کا موجب

ہے۔ جب ہم کسی چیز کو چکھتے ہیں۔ اور اسے میٹھی پاتے ہیں۔ تو ہمیں خیال ہوتا ہے۔ کہ یہ دل کے لئے مفید ہوگی۔ تو اللہ تعالے نے یہ ٹسٹ بنا دیئے ہیں۔ اور مختلف چیزوں میں مختلف ذائقے رکھ کر ہماری اس طرف راہنمائی کی ہے۔ کہ ہم ان اشیاء کی تاثیروں سے فائدہ اٹھائیں۔ میٹھا کیا ہے۔ یہ گویا

ایک ٹریکٹ ہے

اشتہار ہے۔ جو ہمیں بتاتا ہے۔ کہ فلاں چیز میں یہ فائدہ ہے۔ کڑواہٹ ایک ٹریکٹ ہے جو بتاتا ہے۔ کہ اس چیز میں یہ خاصیت ہے۔ اور ہماری زبان ان ٹریکٹوں کو پڑھنے والی آنکھ ہے۔ جس طرح حرفوں کو پڑھنے کے لئے آنکھ میں ڈیلا ہوتا ہے۔ اسی طرح ہماری زبان مختلف اشیاء کی خاصیتوں کو پڑھنے کی آنکھ ہے۔ تو یہ

خاصیتوں کو بتانے کا ذریعہ

ہے۔ جو اللہ تعالے نے پیدا کیا ہے۔ زبان کے ذائقوں میں تبدیلی سے ڈاکٹر اور اطباء اندرونی نقائص کا پتہ لگاتے ہیں۔ طبیبوں نے اس کے ماتحت انسانی طبائع کو کئی اقسام میں تقسیم کر رکھا ہے۔ دموی۔ بلغمی۔ سوداوی۔ صفراوی وغیرہ۔ ڈاکٹروں نے ان کے اور نام رکھے ہیں۔ مگر در حقیقت یہ انڈیکس ہیں۔ جو مختصر طور پر انسان کی حالت کو بتاتے ہیں۔ آنکھ بیرونی اشیاء کو دیکھتی ہے۔ مگر ساتھ ہی وہ اندر کی حالت کو بھی ظاہر کر رہی ہوتی ہے۔ کسی شخص کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آنکھیں سُرخ

ہوں۔ تو ہم معلوم کرتے ہیں۔ کہ اس کے سر کی طرف دورانِ خون زیادہ ہے۔ بعض آنکھوں میں ایک خاص قسم کی چمک ہوتی ہے۔ جو بتاتی ہے۔ کہ اس شخص میں

سِل کا مادہ

ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی شناخت اس بارے میں قریباً سو فی صدی درست ہوتی تھی۔ اور ہم بھی جنہوں نے آپ سے طب پڑھی ہے۔ اسے پہچانتے ہیں۔ اور بہت حد تک اس بارہ میں ہماری تشخیص درست ہوتی ہے۔ تو آنکھ گو بظاہر بھی دیکھتی ہے۔ مگر

اندرونی حالت

کا بھی پتہ دیتی ہے۔ جس طرح انسان کے ان حصوں کے سپرد بیرونی طور پر کچھ کام ہیں۔ کوئی دیکھتا ہے۔ کوئی سُنتا ہے۔ کوئی سونگھتا ہے۔ اسی طرح اندرونی طور پر بھی ان چیزوں کے سپرد مختلف کام ہیں۔ اور وہ جسم کے بعض نقائص کو ظاہر کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو

فہرست مضامین کے طور پر

بنایا ہے۔ تا ان کو پڑھ کر پتہ لگایا جا سکے۔ کہ اندر کیا نقص ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ کتابوں کی فہرست مضامین تو ہمیشہ یکساں حالت پر رہتی ہے۔ اس میں لکھا ہوتا ہے۔ کہ اس کتاب کے صفحہ ۱۹ پر فلاں مضمون ہے اب خواہ اس صفحہ کو دیمک چاٹ لے۔ بیچ میں سے کوئی پھاڑ لے۔ وہ وہاں رہے یا نہ رہے۔ فہرست میں یہ بات برابر درج رہے گی لیکن یہ ایسی فہرست ہے۔ کہ جو حالات کی تبدیلی کے ساتھ بدلتی رہتی ہے۔ انسان کی اندرونی کتاب کا ورق جونہی الٹتا ہے۔ فہرست بھی اس تبدیلی کو بتا دیتی ہے۔ اور پھر یہ

پہلے سے انسان کو آگاہ

کرتا رہتا ہے۔ کہ یہ خرابی ہونے والی ہے۔ انسان امراض سینہ کا شکار ہونے والا ہو۔ تو بعض شخصوں پر مہینوں بلکہ سالوں پہلے نزلہ گرنا شروع ہوتا ہے۔ جو اسے آئندہ آنے والے خطرہ سے آگاہ کرتا رہتا ہے۔ ایک قطرہ گرتا اور اسے بتاتا ہے۔ کہ اندر کوئی خرابی ہو رہی ہے۔ دوسرا گرتا اور بتاتا ہے۔ اسی طرح اگر جنون ہونا ہو۔ تو بعض لوگوں کے پہلے ہی سے کان بہرے ہونے لگتے ہیں۔ اور گھوں گھوں ہوتی رہتی ہے۔ انسان سمجھتا ہے۔ کہ کانوں میں خرابی ہے۔ حالانکہ یہ دماغ میں گھوں گھوں ہو رہی ہوتی ہے۔ تو یہ سب اعضاء

ایسی فہرست ہائے مضامین

ہیں۔ جو اندر کا حال بتاتی رہتی ہیں۔ طب نے ابھی تک پوری ترقی نہیں کی۔ ورنہ حواس خمسہ انسان کے اندر کی سب چیزوں کو دکھا دینے بکار کیا ہے۔ جس طرح باہر کی چیزوں کو چھو کر ہم معلوم کرتے ہیں۔ کہ یہ نرم یا سخت ہے۔ اسی طرح بخار یہ بتاتا ہے۔ کہ اندر فلاں قسم کی خرابی ہو گئی ہے۔ کبھی ٹائیفائڈ اور کبھی ملیریا کبھی کچھ کبھی کچھ۔ تو مخلوق کے اندرونی حواس بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ اس لئے میں

جماعت کو یہ نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ اندرونی حواس بھی کچھ کم ذمہ واری والے نہیں ہیں۔ اور ان کی طرف توجہ بھی ضروری ہے۔ ہم بیرونی حواس سے تعلق رکھنے والی باتوں پر بہت زور دیتے ہیں۔ بے شک ہمارا یہ فرض ہے۔ کہ ہم دوسروں سے کہیں۔ نماز پڑھو۔ مگر اس کے ساتھ ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ دیکھیں۔ ہمارا نفس بھی نماز پڑھتا ہے۔ یا نہیں۔ اور در اصل

مخلوق کا حصہ

تو یہی ہے۔ ہم خالقیت کی جو چادر اوڑھتے ہیں۔ وہ تو مانگی ہوئی ہے۔ جب ہم دوسرے سے کہتے ہیں۔ کہ نماز پڑھو۔ تو خدا تعالےٰ کا کام کرتے ہیں۔ اور ہمیں یہ بھی دیکھنا چاہیئے۔ کہ بندہ ہونے کے لحاظ سے جو کام ہمارے ذمہ ہے۔ وہ بھی ہوتا ہے یا نہیں۔ جو یہ ہے کہ دیکھیں ہمارا نفس بھی نماز پڑھتا ہے۔ یا نہیں ہم لوگوں سے کہتے ہیں۔ چندہ دو۔ یا خود دیتے ہیں۔ تو یہ

خدا تعالےٰ کا کام

ہے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ و لنفسك عليك حق۔ اس لئے یہ بھی دیکھنا چاہیئے۔ کہ ہم اپنے نفس کو بھی چندہ دیتے ہیں۔ یا نہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ نفس کو ہم روپیہ تو دے نہیں سکتے۔ بیرونی دنیا کا چندہ روپیہ ہے۔ لیکن اندرونی دنیا کا یہ نہیں ہو سکتا۔ اس کا خزانہ

دل و دماغ

میں ہے۔ اور اس لئے نفس کا چندہ صحیح علم اور صحیح فکر ہے۔ جس طرح بیرونی دنیا کی تربیت کے لئے روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے اندرونی دنیا کے لئے صحیح فکر کی ضرورت ہے۔ منافقت بالعموم صحیح فکر نہ ہونے کی وجہ سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ کسی سے دوستی ہوئی۔ اور اسکی نیکی کو دیکھ کر اس سے تعلق پیدا کر لیا۔ اور اسی طرح اپنے لئے ایک رستہ مقرر کر لیا جاتا ہے۔ اس کے بعد حالات میں خواہ کتنی تبدیلی کیوں نہ پیدا ہو جائے۔ یہ اسی رستہ پر ہی چلیں گے۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ کہ ہم کسی شخص کو پکڑنے کے لئے دوڑتے ہیں۔ وہ شمال کی طرف بھاگ رہا ہے۔ اور اس لئے اس کے پیچھے ہم بھی شمال کی طرف ہی بھاگیں گے۔ لیکن جب وہ اپنا رخ بدل کر مشرق کی طرف بھاگنے لگے۔ تو ہمیں بھی چاہیئے۔ کہ اپنا رخ بدل لیں۔ اور اگر نہ بدلیں گے۔ تو

تمام دوڑ دھوپ رائیگاں

جائے گی۔ تو انسانی حالات بھی بدلتے رہتے ہیں۔ اور جب دوست کی حالت میں تبدیلی ہو گئی۔ تو اسے بھی چاہیئے۔ کہ اس کے ساتھ

تعلقات کی نوعیت میں تبدیلی

کرے۔ اور اگر یہ نہیں بدلتا۔ تو یہ اس کی بیماری کی علامت ہے۔ منافقت میں ترقی اور منافقت کی ترقی بھی صحیح فکر نہ ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ منافق اس سے فائدہ اٹھاتا اور دوسروں کو بھی اس مرض میں مبتلا کر دیتا ہے۔ یہ شکار ایسے ہی لوگ بنتے ہیں۔ جو کسی کو اس کی نیکی کی وجہ سے دوست بناتے ہیں۔ اور پھر کبھی اس بات پر غور نہیں کرتے۔ کہ اس کی نیکی میں کوئی فرق آیا ہے۔ یا نہیں۔ حالانکہ کسی کے متعلق کبھی یہ اطمینان نہیں ہو سکتا۔ کہ اسکی حالت یکساں رہے گی۔ جس چیز کے متعلق ہم مطمئن ہو سکتے ہیں۔ وہ

خدا تعالےٰ کا وعدہ

ہے۔ جس کے لئے اس نے فرما دیا ہے۔ کہ یہ نہیں بدلتا۔ اور اس کے بغیر اگر کسی کے متعلق کوئی شخص مطمئن ہے۔ تو ہو سکتا ہے۔ کہ ایک دن وہ خود بھی کسی مرض میں مبتلا ہو جائے۔ پس

نفس انسانی کا چندہ

صحیح فکر ہے۔ ہر چیز کو اس ذریعہ سے دیکھو۔ جو اللہ تعالےٰ نے بنایا ہے۔ تمام علوم کی ترقی صحیح فکر سے ہوتی ہے۔ جو لوگ صحیح فکر کے عادی نہیں ہوتے۔ وہ خود بھی گمراہ ہوتے۔ اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ کل ہی ایک نوجوان مبلغ میرے پاس آئے۔ اور کہا۔ کہ مجھے کوئی نصیحت کریں۔ میں نے کہا۔ کہ میری نصیحت یہی ہے۔ کہ

صحیح فکر کی عادت

ڈالو۔ میری ذاتی کوشش یہی ہوتی ہے۔ کہ دشمن کی بات کو یونہی غلط نہ قرار دے دوں۔ بلکہ اگر وہ سچی ہو۔ تو اسے سچی کہوں۔ اور غلط ہو۔ تو غلط۔ اور اس وجہ سے جب میں غور کرتا ہوں۔ تو اللہ تعالےٰ مجھے یہ توفیق دیتا ہے۔ کہ اس کی تہ کو پہنچوں۔ اور بسا اوقات میں دیکھتا ہوں۔ کہ وہ اتنی بُری نہیں ہوتی۔ یا اتنی بے وقوفی کی نہیں ہوتی۔ جتنی بظاہر نظر آتی ہو۔ جب میں

فلسفیانہ رنگ میں

اس پر غور کرتا ہوں۔ اور خدا تعالےٰ کی رضا کے لئے کرتا ہوں۔ تو اسکی اہمیت مجھے نظر آجاتی ہے۔ اس لئے میں اسے ٹالنے والا جواب نہیں دیتا۔ بلکہ اس کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے جواب دیتا ہوں۔ اور یہ بات میری

علمی ترقی کا موجب

ہوتی ہے۔ جو شخص دشمن کی بات کو جھوٹا قرار دے کر اسکو ٹال دیتا ہے۔ اس کے لئے قرآن کریم بھی نہیں کھل سکتا۔ اس لئے کہ اس نے سوال کی صورت کو بگاڑ دیا۔ اور بگڑے ہوئے سوالات کا جواب قرآن کریم نہیں دیتا۔ لیکن جب وہ اس پر غور کرتا۔ سوچتا اور دیکھتا ہے۔ کہ اس کے اندر کیا باریکیاں ہیں۔ اور پھر اگر دیکھتا ہے۔ کہ اس کا کوئی حصہ ایسا ہے۔ جس کا جواب کوئی نہیں۔ اور وہ سچ ہے۔ تو اسے مان لیتا ہے۔ تو اس سوال کا جواب اسے ضرور قرآن کریم سے مل جائے گا۔ پس

صحیح فکر نہایت ضروری چیز ہے

اسی سے صحیح ہدایت پیدا ہوتی ہے۔ اور یہی نفس کا چندہ ہے۔ اور جو اس کی عادت نہیں ڈالتا۔ وہ اپنے نفس کو بھوکا مارتا ہے۔

اسی طرح روزہ انسان کے نفس کو ترقی دینے والی چیز ہے۔ اور ہمارا صرف یہ فرض نہیں۔ کہ دوسروں سے کہیں۔ روزے رکھو۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ خود بھی رکھیں۔ مگر بہت کم لوگ ہونگے۔ جو روزے کی فرضیت کے قائل ہوں گے۔ تم کہو گے۔ کہ یہ بات صحیح نہیں۔ اکثر لوگ اسکی

فرضیت کے قائل

ہیں۔ لیکن میں پوچھتا ہوں۔ کہ جن لوگوں کے روزے رمضان میں رہ جائیں۔ ان میں سے کتنے پھر سال کے دوران میں بقیہ روزے رکھتے ہیں یقیناً ایک بڑی تعداد نہیں رکھتی۔ خصوصاً عورتیں جو رمضان میں خاص ایام یا خاص حالات کی وجہ سے روزے نہیں رکھتیں۔ وہ بہت کم بعد میں ان روزوں کو پورا کرتی ہیں۔ بد قسمتی سے مسلمانوں میں یہ خیال ہے۔ کہ روزہ کی فرضیت صرف رمضان میں ہے۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ سارے سال میں ہے۔ اور جو لوگ کسی وجہ سے رمضان میں روزے نہ رکھ سکیں۔ ان کو

سال کے دوسرے دنوں میں

پورے کرنے چاہئیں۔ لیکن بہت کم لوگ ایسا کرتے ہیں۔ حالانکہ نفس کی اصلاح بہت ضروری ہے۔ اور ایک اہم فرض بلکہ عبودیت کے لحاظ سے نہایت ہی اہم فرض ہے۔ پھر جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ تبلیغ بہت ضروری چیز ہے۔ مگر یہ الوہیت کا فرض ہے۔

عبودیّت کا فرض

وہ ہے۔ جو انسان کی اپنی ذات سے تعلق رکھتا ہو۔ مگر لوگ الوہیت کے اس فرض یعنی تبلیغ کو تو ادا کریں گے۔ لیکن عبودیت کا فرض نظر انداز کر دیں گے۔ نمازوں میں سستی کرتے ہیں۔

ذکر الٰہی کا رواج

بھی لوگوں میں بہت کم ہے۔ جو دوست مسجد میں پہلے آجاتے ہیں۔ وہ لغو باتوں میں مصروف رہتے ہیں۔ اور اس طرح مل کر وقت ضائع کرتے ہیں۔ اور اسی کے نہ ہونے سے طبائع میں شوخی ہوتی ہے۔ میرا تجربہ ہے۔ کہ ذکر الٰہی

نفس کی شوخی

کو دور کرتا ہے۔ اور اسکی کثرت تمسخر اور استہزاء سے بچاتی ہے۔ بعض لوگوں میں یہ عادتِ بد ہوتی ہے۔ کہ وہ تمسخر کے رنگ میں قرآن کریم کی کوئی آیت پڑھ دیتے ہیں۔ یا دین کے کسی معاملہ میں ہنسی کر دیتے ہیں۔ یا کسی بزرگِ دین کے ذکر پر استہزاء سے کام لیتے ہیں۔ یہ سب باتیں ذکر الٰہی کی کمی کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ اور

منافقت کی بنیاد

ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربہم ذکر الٰہی انسان کے اندر بُری باتوں سے ڈر پیدا کرتا ہے۔ ذکر الٰہی کرنے والا ہمیشہ بیہودہ اور لغو مذاق سے بچتا ہے۔

پس آج میں جماعت کو

اس امر کی طرف توجّہ

دلاتا ہوں۔ کہ ہمیں نہ صرف الوہیت کے بلکہ وہ فرائض بھی ادا کرنے کا پورا پورا احساس ہونا چاہیئے۔ جو مخلوق ہونے کی حیثیت میں ہم پر عائد ہوتے ہیں۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے مرکب بنایا ہے۔ اس پر ربوبیت کی چادر بھی ڈالی گئی ہے۔ اور یہ مخلوق بھی ہے۔ ربوبیت کی چادر اسے اعلےٰ کمالات پر لے جانے کے لئے ہے۔ لیکن جب تک نقائص دور نہ ہوں۔ ترقی ممکن نہیں۔ اعلےٰ مقام پر پہنچنا کیسے ہوسکتا ہے۔ تم میلوں لمبا غبارہ بنا دو۔ اور اس میں گیس بھی بھر دو۔ لیکن اس میں

دو چھوٹے چھوٹے سوراخ

بھی اگر کر دو۔ تو وہ اوپر نہیں جاسکے گا۔ اسی طرح جس شخص کی ذات میں کمزوریاں اور نقائص ہیں۔ وہ تو چھاج ہے۔ غربال ہے۔ جس میں سے روحانیت نکل جائے گی۔ روحانی چیزیں تو ایسی

باریک اور لطیف

ہوتی ہیں۔ کہ چھوٹے سے چھوٹے سوراخ سے بھی بہہ جاتی ہیں۔

پس جب تک ان سوراخوں کو بند نہ کیا جائے۔ کوئی فائدہ نہیں۔ مخلوق ہونے کے لحاظ سے جو باتیں ہم پر فرض ہیں۔ تکمیل کے لئے ان کا پورا کرنا بھی اشد ضروری ہے۔ بیہودہ ہنسی۔ تخول اور نمازوں میں سستی کو ترک کر دو۔ پابندی کے ساتھ نمازیں پڑھو۔ ذکر الٰہی کرو۔ روزے باقاعدہ رکھو۔ پھر طوعی روزے بھی رکھو۔ اپنے نفس کی اصلاح کے لئے جاگنے کی عادت ڈالو۔ اور اس پر بوجھ ڈالو۔ ان باتوں سے صحیح تقوےٰ پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر اس سے ترقی کر کے

ربوبیت کا مقام

آتا ہے۔ اور یہی صحیح طریق ترقی کرنے کا ہے۔ ورنہ جو شخص سوراخ بند کرنے کے بغیر غبارہ میں گیس بھرتا ہے۔ وہ اسے بلندی پر پہنچانے میں کامیاب نہیں ہوسکے گا کیونکہ اسکی گیس باہر نکل جائے گی۔ پس ان دونوں حصوں کو مکمل کرو۔ تا تمہارا نفس مکمل ہو۔ اور تا تمہیں روحانی گیس اوپر اٹھا سکے۔ اسی کی طرف قرآن کریم نے اشارہ فرمایا ہے۔ کہ والعمل یرفعہ عمل صالح یعنی

بنی نوع انسان سے تعلق رکھنے والی نیکیاں

اسے اوپر اٹھاتی ہیں۔ اور گیس کا کام دیتی ہیں۔ جو عمل بیرونی دنیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ الوہیت کا چندہ ہیں۔ اور جو اپنی ذات کے لئے ہیں۔ وہ نفس کا چندہ ہیں۔ اور جب تک یہ دونوں حواس مکمل نہ ہوں ترقی نہیں ہوسکتی۔ بعض لوگوں کی آنکھیں بیمار ہوتی ہیں۔ وہ دیکھ تو سکتی ہیں۔ مگر رنگوں میں امتیاز نہیں کرسکتیں۔ ریلوے کے امتحانات کے وقت یہ امر خاص طور پر دیکھا جاتا ہے۔ کہ رنگ صحیح نظر آتا ہے یا نہیں۔ پہلے تو اس

بیماری کا علم

ہی نہ تھا۔ یا علم تو تھا۔ مگر یہ علم نہ تھا۔ کہ کثرت سے لوگ اس میں مبتلا ہوتے ہیں۔ جب سے ریلوے کے امتحانات شروع ہوئے ہیں۔ اس کی اہمیت ظاہر ہو گئی ہے۔ ریلوے میں اس کا خاص خیال رکھا جاتا ہے تا ایسا نہ ہو۔ کہ سرخ جھنڈی دکھائی جائے اور وہ اسے سبز سمجھ لے۔ اور اس طرح گاڑی کو ہی کہیں ٹکرا دے۔ چنانچہ ان امتحانوں کے بعد پتہ لگا ہے۔ کہ ایک خاصی تعداد لوگوں کی ایسی ہے۔ جو رنگوں کے پہچاننے میں غلطی کرجاتی ہے۔ اسی طرح بعض دفعہ کانوں میں نقص ہو جاتا ہے۔ کسی اندرونی نقص کی وجہ سے حس کمزور ہو جاتی ہے۔ اور انسان کا جسم بیمار ہوتا ہے۔ پس ان دونوں

حسّوں کی درستی

جس طرح ظاہری جسم کے لئے ضروری ہے۔ اسی طرح روحانی جسم کے لئے بھی ضروری ہے۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ بیرونی حواس الوہیت والے افعال ہیں۔ ان سے انسان کبھی رحمٰن بنتا ہے۔ کبھی رحیم۔ کبھی مالک۔ بعض صفات اللہ تعالےٰ کی ایسی ہیں۔ جو اپنی ذات میں مکمل ہیں۔ جیسے اللہ تعالےٰ المحی ہے۔ اس کے زندہ ہونے کا مخلوق کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اور بھی ایسی صفات ہیں۔ جن کی حقیقت انسان پر نہیں کھولی جاتی۔ اس لئے کہ ان کا واسطہ انسان کے ساتھ نہیں ہوتا۔ ان کو قرآن کریم نے مجمل الفاظ میں یہ کہہ کر بیان کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے

عرش پر استویٰ

کیا۔ اس میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ ایسی بالا طاقت ہے۔ کہ اس حد تک ہی انسان کی نظر جاسکتی ہے۔ اس سے اوپر نہیں۔

عرش ایک واسطہ ہے

جس طرح انسان مخلوق اور خدا تعالےٰ کے درمیان واسطہ ہے۔ اسی طرح عرش واسطہ ہے۔ اللہ تعالےٰ کی ذاتی صفات اور افادہ والی صفات کے درمیان وہ جو صفات ہیں۔ ان کا رحمانیت اور رحیمیت کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ اللہ تعالےٰ کس طرح ازلی ابدی ہے۔ یہ ایسی باتیں ہیں۔ جن کو انسان سمجھ نہیں سکتا۔ اللہ تعالےٰ کی ذاتی صفات کا علم نہ انسان کو ہے نہ ہوسکتا ہے۔ ہاں جو بندوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان کا مظہر انسان کو بنایا گیا ہے۔ اور تکمیل کے لئے ہم سے دونوں باتوں کی امید رکھی گئی ہے۔ یعنی اپنی ذات کو بھی نقائص سے پاک کیا جائے۔ اور دوسروں کے ساتھ بھی حسن سلوک کرنے والے ہوں۔ چندہ دینا تبلیغ کرنا۔ یہ ایسی نیکیاں ہیں۔ جو

الوہیت کے ساتھ تعلق

رکھتی ہیں۔ اور نمازوں کو سنوار کر پڑھنا۔ ذکر الٰہی کرنا۔ ہنسی ٹھٹھے سے بچنا۔ روزہ رکھنا حج کرنا۔ یہ ایسی نیکیاں ہیں۔ جو نفس انسانی کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ اور ان کی تکمیل کے بغیر انسان کبھی اعلےٰ مقام پر نہیں پہنچ سکتا۔ اور یہ ایسی عبادات ہیں۔ جن میں دوسروں کا کوئی فائدہ نہیں۔ فکر کی صحت

خیالات کی پاکیزگی

وغیرہ باتوں کی طرف بھی دوستوں کو ایسی ہی توجہ کرنی چاہیئے۔ جیسی چندہ کی طرف جو شخص صرف ان باتوں کی طرف توجہ رکھتا ہے۔ جو دوسروں کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ اور اندرونی اصلاح کا فکر نہیں کرتا۔ اس کی مثال اس شخص کی ہے۔ جو دوسرے کے گھر کی حفاظت کے لئے تو جائے۔ مگر اپنے گھر کی فکر نہ کرے۔ دوسرے کے گھر کی حفاظت بھی اچھی بات ہے۔ لیکن

اپنے گھر کو تباہ کر لینا

بھی درست نہیں۔ اگر انسان کا اپنا نفس خراب رہے۔ اور بیرونی دنیا اچھی ہو جائے۔ تو اسے کیا۔ جب نفس کی حالت درست نہ ہو۔ تو سب سے پہلے اسے درست کرنا چاہیئے۔ اور پھر دوسروں کی اصلاح سے بھی غافل نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر تمہارے اندر

الوہیت کا جلوہ

نہیں۔ یعنی تم دوسروں کو نہیں بچا سکتے۔ یا دوسروں کا تو خیال رکھتے ہو۔ لیکن تمہارا اپنا نفس تباہی کی طرف جارہا ہے۔ تو تمہارا وجود ایک کافر کے وجود کی طرح ہے۔ جو نہ اپنے کام آسکتا ہے۔ اور نہ دوسروں کے۔ مومن وہی ہے۔ جو اپنی جان کو بھی بچاتا ہے۔ اور دوسروں کو بھی۔ وہ الوہیت کا بھی مظہر ہوتا ہے۔ اور عبودیت کا بھی۔ یہی اصل غرض ہے دنیا کے پیدا کرنے کی۔ کہ ایسی مخلوق پیدا کی جائے جو ایک طرف

خدا تعالےٰ کی مظہر

ہو۔ اور دوسری طرف عبودیت کی۔ خدا تعالےٰ اپنی باریک مصلحتوں کے ماتحت چاہتا ہے۔ کہ اس کی مخلوق میں سے کچھ ایسے بھی ہوں۔ جو الوہیت کی چادر اوڑھنے والے ہوں۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوسری طرف مخلوق کا بھی کامل مظہر ہوں۔ پس میں

جماعت کے دوستوں کو نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ اس امر کی طرف خصوصیت سے توجہ کریں۔ کہ خالی چندے دے دینا یا تبلیغ کر دینا کافی نہیں۔ ہنسی اور ٹھٹھے کی عادت چھوڑ دو۔ نماز اور روزہ کو باقاعدگی کے ساتھ ادا کرو۔ جن کو اللہ تعالےٰ توفیق دے۔ ان کے لئے

حج بھی ضروری

ہے۔ بیسیوں ایسے ہیں۔ جن کو حج کی توفیق ہے مگر وہ خیال نہیں کرتے۔ کئی ملازم ہیں۔ جو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ پنشن لے کر حج کو جائیں گے۔ لیکن یہ خیال نہیں کرتے۔ کہ پنشن پانے کے بعد زندگی پائیں گے بھی یا نہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے۔ کہ بعض لوگ پنشن کے بعد ایسے بیمار پڑتے ہیں۔ کہ اس قابل ہی نہیں رہتے۔ یہ نہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو سزا دے گا۔ اپنی نیت کا بدلہ وہ ضرور پائیں گے۔ مگر

ترقیات سے محروم

تو رہ ہی جائیں گے۔ پنشن تو گورنمنٹ اسی وقت دیتی ہے۔ جب اچھی طرح نچوڑ لیتی ہے۔ اور سمجھتی ہے۔ کہ اب ہمارے کام کا نہیں رہا۔ پھر بعض لوگ کاروبار کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اگلے سال جائیں گے۔ پھر اس سے اگلے سال کا ارادہ کر لیتے ہیں۔ حالانکہ دنیا کے کام تو ختم ہوتے ہی نہیں۔ اگر خدا تعالےٰ نے توفیق دی ہو۔ تو کر ہی لینا چاہیئے۔

میں جب

تعلیم کے لئے مصر

گیا۔ تو ارادہ تھا۔ کہ حج بھی کرتا آؤں گا۔ مگر یہ پختہ ارادہ نہ تھا۔ کہ اسی سال حج کروں گا۔ یہ بھی خیال آتا تھا۔ کہ واپسی پر حج کر لوں گا۔ جب میں بمبئی پہنچا۔ تو وہاں نانا جان صاحب مرحوم بھی آ ملے۔ وہ براہِ راست حج کو جا رہے تھے۔ اس پر میرا بھی ارادہ پختہ ہو گیا۔ کہ اسی سال ان کے ساتھ حج کر لوں۔ جب پورٹ سعید پہنچے۔ تو میں نے رؤیا میں دیکھا۔ کہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تشریف لائے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ اگر حج کی نیت ہے۔ تو کل ہی جہاز میں سوار ہو جاؤ۔ کیونکہ یہ آخری جہاز ہے۔ گو حج میں ابھی دس پندرہ روز کا وقفہ تھا۔ مگر فاصلہ بھی وہاں سے قریب ہے۔ اس لئے خیال کیا جاتا تھا۔ کہ ابھی کئی جہاز حاجیوں کے مصر سے جدہ جائیں گے۔ میرے ساتھ عبد المحی صاحب عرب بھی تھے۔ وہ اس بات پر زور دیتے تھے۔ کہ اگلے جہاز پر چلے جائیں گے۔ مگر مجھے چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ کہ اگر نیت ہے۔ تو اسی جہاز سے جاؤ۔ ورنہ جہازوں میں روک پیدا ہو جائے گی۔ اس لئے میں نے پختہ ارادہ کر لیا۔ وہاں جو ایک دو اصحاب واقف ہوئے تھے۔ وہ بھی کہنے لگے۔ کہ ابھی تو کئی جہاز جائیں گے۔ قاہرہ اور سکندریہ وغیرہ دیکھتے جائیں۔ اتنی دور آ کر ان کو دیکھے بغیر چلے جانا مناسب نہیں۔ مگر میں نے کہا۔ کہ مجھے چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کل نہ جانے سے حج سے رہ جانے کا خطرہ ہے۔ اس لئے میں تو ضرور جاؤں گا۔ چنانچہ اس جہاز ران کمپنی سے گورنمنٹ کا کوئی جھگڑا تھا۔ اور اس نے ایسی صورت اختیار کر لی کہ

وہ جہاز آخری

ثابت ہوا۔ اور کمپنی والے اس سال اور جہاز حاجیوں کے نہ لے گئے۔ حج کے بعد جب میری نیت ہوئی۔ کہ مصر چل کر عربی پڑھوں۔ تو لوگوں نے مجھے بتایا۔ کہ قانون کے مطابق اب تین ماہ تک آپ مصر میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اتنے میں مکہ میں ایسا ہیضہ پھیلا کہ ایسا نظارہ بہت کم لوگوں نے دیکھا ہوگا۔ انتہا درجہ کی تباہی ہوئی۔ میں نے انفلوانزا کی تباہی بھی دیکھی ہے۔ آپ بھی کئی بار بیمار ہوا ہوں۔ مگر

ایسا تکلیف دہ نظارہ

کبھی نہیں دیکھا۔ ہاں تو مکہ پہنچکر اس خیال سے کہ یہ مواقع کہاں ملتے ہیں۔ میں نے وہاں تبلیغ شروع کر دی۔ مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی بھی وہاں تھے۔ مجھے اطلاع ملی کہ وہ کہتے ہیں۔ کہ میرے ساتھ مباحثہ کیا جائے۔ ہمارے

ایک رشتہ دار

تھے۔ جو نانا جان مرحوم کی ہمشیرہ کے بیٹے تھے۔ اور اس لحاظ سے ہمارے ماموں تھے۔ وہ بھی اہلحدیث خیال کے تھے۔ اور مولوی ابراہیم صاحب کے مداحوں میں سے تھے۔ وہ بھی کوشش کرتے تھے۔ کہ مناظرہ ہو جائے۔ ان کا خیال تھا۔ کہ یہاں باقاعدہ حکومت کوئی نہیں۔ اگر مباحثہ ہوا۔ تو لوگ انہیں مار ڈالیں گے۔ اور اس طرح ایک کانٹا نکل جائے گا۔ لیکن وہاں اہل حدیثوں کو لوگ سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ جب مولوی ابراہیم صاحب کی آمد کا چرچا ہوا۔ تو انہیں خود وہاں سے جلد بھاگنا پڑا۔ شریف کے بیٹوں کے ایک استاد تھے۔ جن کا نام عبد الستار تھا۔ بہت شریف آدمی تھے میں ان سے ملا۔ تو انہوں نے بتایا۔ کہ میں خود بھی اہل حدیث ہوں۔ اور یہ تعلیم کا کام میں اس لئے کرتا ہوں۔ کہ چھپا رہوں۔ اس پوزیشن میں ہونے کی وجہ سے میرے خلاف کوئی شخص شرارت کرنے کی جرأت نہیں کرتا۔ میری باتیں سُن کر کہنے لگے۔ کہ

باتیں تو بہت معقول ہیں

لیکن میرے سوا کسی اور سے یہ نہ کریں۔ ورنہ آپ کی جان کی خیر نہیں۔ میں نے ان سے کہا۔ کہ آپ کس کے ساتھ یہ باتیں کرنے میں ہمارے لئے زیادہ خطرہ سمجھتے ہیں۔ اور اس لئے چاہتے ہیں۔ کہ اس سے ہرگز یہ باتیں نہ کریں۔ وہ کہنے لگے۔ کہ فلاں شخص سے ہرگز نہ کرنا۔ میں نے کہا۔ کہ اسے تو میں پورا ایک گھنٹہ تبلیغ کر کے آیا ہوں پوچھنے لگے۔ پھر کیا ہوا۔ میں نے کہا۔ کہ میں تبلیغ کرتا رہا۔ اور وہ غصہ کا اظہار کرتا رہا۔ کبھی کبھی جوش میں آ کر یہ بھی کہہ دیتا تھا۔ کہ افسوس نہ ہوئی تلوار ورنہ سر اڑا دیتا۔ اپنے جس رشتہ دار کا میں نے ذکر کیا۔ وہ خوب شور مچاتے پھرتے تھے۔ کہ یہ

واجب القتل

ہیں۔ یہ بھوپال کے رہنے والے تھے۔ ان کے ساتھ وہاں کے ایک اور شخص بھی جو بھوپال ہی کے رہنے والے اور نواب صدیق حسن خاں کے نواسے تھے۔ شامل تھے۔ لیکن ادھر حج ختم ہوا۔ اور ادھر ہیضہ پھوٹ پڑا۔ ہمارا ابھی ارادہ ہو گیا۔ کہ جدہ چلے جائیں۔ اور آخری ملاقات کے لئے ان سے ملنے کے لئے گئے۔ جب مکان پر پہنچے۔ تو کیا دیکھا کہ مکان پر لوگ جمع ہیں۔ غسل وغیرہ کا سامان ہو رہا ہے افسردگی طاری ہے۔ پتہ کیا کہ کیا بات ہے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ان کو ہیضہ ہوا۔ اور

فوت ہو گئے

انہی دنوں ایک اور دوست سے ملنے گئے تو میں نے دیکھا۔ کہ ایک ہندوستانی کو بعض لوگ کوٹھے سے اتار کر نیچے گلی میں چھوڑ گئے وہ تڑپ رہا تھا۔ اس نے بتایا۔ کہ میرے پاس کچھ روپیہ تھا۔ جوان لوگوں نے نکال لیا۔ اور مجھے یہاں پھینک گئے ہیں۔ جہاں تک یاد ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ فوت ہو گیا۔ میں نے خود لاشوں کو

کتوں کو چاٹتے

دیکھا ہے۔ غرضیکہ ایسی تباہی تھی۔ جس کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالےٰ نے مجھے سے حج کرا لیا تھا۔ اس لئے یہ موقع مل گیا۔ ادھر ہیضہ پھوٹا۔ اور ادھر مصر جانے میں رکاوٹ پیدا ہو گئی۔ اس پر میں نے واپسی کا ارادہ کر لیا۔ جدہ کے انگریزی قنصل خانہ میں بھی ہمارے ننھیال کے ایک رشتہ دار میر منشی تھے۔ بھوپال کے جس رشتہ دار کا میں نے ذکر کیا ہے۔ وہ تو نانا جان مرحوم کے رشتہ داروں میں تھے۔ اور یہ نانی اماں صاحبہ مرحومہ کے رشتہ داروں میں تھے۔ یہ ایک عجیب بات ہے۔ کہ ہمارے جتنے رشتہ دار نانا جان مرحوم کی طرف سے تھے۔ وہ بالعموم مخالف تھے۔ اور جتنے نانی اماں صاحبہ کی طرف سے تھے وہ بالعموم محبت کرنے والے تھے۔ یہ غالباً ان کی خالہ کے لڑکے تھے۔ اور بہت محبت کرتے تھے۔ جہاز چونکہ کم تھے۔ اور لوگ جلدی واپس ہونا چاہتے تھے۔ اس لئے

ٹکٹ ملنے میں سخت دشواری

تھی۔ ہم جب جدہ پہنچے۔ تو ان سے کہا۔ کہ جلد ٹکٹوں کا انتظام کر دیں۔ تا پہلے جہاز میں واپس ہو سکیں۔ انہوں نے جہاز ران کمپنی کے دفتر میں بٹھا دیا۔ یہ کمرہ بہت اونچا تھا۔ اتنے میں ایک دبلا پتلا آدمی نیچے آیا۔ میں کھڑکی میں بیٹھا تھا۔ اور وہاں ہاتھ بمشکل اونچا کر کے پہنچ سکتا تھا۔ ہجوم اور شور بہت تھا۔ اور ہر طرف سے ٹکٹ ٹکٹ کا شور بلند ہو رہا تھا۔ مگر وہ مجمع کو چیرتا پھاندتا کھڑکی کے نیچے پہنچا۔ اس نے خیال کیا۔ کہ شاید میں کمپنی کا ملازم ہوں۔ مجھ سے پوچھنے لگے۔ کہ آپ کمپنی میں کام کرتے ہیں۔ میں نے کہا۔ کہ میں تو مسافر ہوں۔ کہ پھر آپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں۔ میں نے کہا۔ میرے ایک عزیز یہاں بٹھا گئے ہیں۔ اور ٹکٹوں کی خرید کا انتظام کر رہے ہیں۔ اس پر وہ کہنے لگے۔ کہ ہمارا چالیس۔ پینتالیس عورت اور مردوں کا قافلہ ہے۔ بڑی مصیبت کا سامنا ہے۔ مگر ہمیں سب سے زیادہ فکر عورتوں کا ہے۔ اگر آپ دس بارہ ٹکٹ خرید دیں۔ تو ہم عورتوں کو یہاں سے نکال دیں۔ اور مردوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے ساتھ جو گزرے گی۔ کاٹیں گے۔ میں نے کہا۔ کہ عورتیں اکیلی کس طرح جائیں گی۔ اس پر وہ کہنے لگا۔ کہ اگر دو چار اور ٹکٹ لے دیں۔ تو کچھ مرد بھی ان کے ساتھ جا سکیں گے۔ اور آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔ ہمارے وہ رشتہ دار جو تھے۔ ہم انہیں ماموں کہا کرتے تھے۔ میں نے ان سے کہا۔ کہ ماموں ان لوگوں کی

حالت قابل رحم

ہے۔ آپ ان کو بھی ٹکٹ لا دیں۔ انہوں نے کہا۔ کہ یہ بہت مشکل ہے۔ مگر میں نے اصرار کیا۔ کہ ضرور لا دیں۔ اور میری خاطر لا دیں۔ وہ گئے۔ اور سترہ ٹکٹ لا کر دیئے۔ میں نے وہ ٹکٹ کھڑکی میں سے انہیں پکڑا دیئے۔ اور انہوں نے کھڑکی میں سے روپیہ پکڑا دیا۔ جب ہم جہاز پر سوار ہونے کے لئے گئے۔ تو وہ دروازہ پر ملے۔ بہت ممنونیت کا اظہار کیا۔ اور بڑی تعریف کی۔ اور جب میں نے ان کی تعریف پوچھی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ یہ وہ دوسرے شخص تھے۔ جنہوں نے

ہمیں مروانے کی کوشش

کی تھی۔ اور جو کہتے تھے۔ کہ ان کا یہاں آنے کا حق کیا ہے۔ اس پر وہ بھی بہت شرمندہ ہوئے۔ غرضیکہ ہم حج کر کے واپس ہندوستان آ گئے۔ مصر جانا محض ایک بہانہ ہی ہوا۔ اور اگر اس وقت حج نہ ہو جاتا۔ تو اب جس قسم کے انتظامات کی ضرورت ہے۔ نہ اتنا روپیہ ہوتا کہ یہ انتظامات ہو سکتے۔ اور نہ حج ہوتا۔ اور اب تو ممکن ہے۔ اس ملک کی حکومت ہی اجازت نہ دے۔ اور کئی لوگ خواہش تو رکھتے ہیں۔ مگر وقت پر اسے پورا نہیں کرتے۔ اور اس طرح ان کا

نفس لنگڑا

ہی رہ جاتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو فرمایا ہے۔ کہ و لنفسک علیک حق وہ اسکی تعمیل نہیں کر سکتے۔ بہت لوگ گناہوں میں اس لئے مبتلا ہو جاتے ہیں۔ کہ ان کے نفس میں قوت نہیں پیدا ہوئی ہوتی۔ وہ الوہیت کے کام کرتے ہیں۔ مگر اپنے نفس کو بھول جاتے ہیں۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ بعض دفعہ ایسے گڑھے میں گرتے ہیں۔ کہ نکلا نہیں جاتا۔ میں اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ ہمیں توفیق دے۔ کہ ہم **خالق کے بھی اور مخلوق کے بھی** کامل مظہر بن سکیں۔ آمین۔

(الفضل)

درخواست

فاروق کے لئے ایک خریدار آپ عطا فرما کر قومی پرچہ کی امداد کریں۔ (منیجر)

برطانیہ کا بیدست وپا اور بے اختیار بادشاہ

سابق شاہ ایڈورڈ ہشتم جسے دنیا اب بھولتی جا رہی ہے۔ کی تاج و تخت سے دستکشی کے اسباب کے متعلق اب تک کئی قسم کی خبریں شائع ہو چکی ہیں۔ لیکن ان اصل حالات اور اسباب پر نہ تو ایڈورڈ اور نہ برطانیہ کی حکومت کی طرف سے کوئی روشنی ڈالی گئی ہے البتہ اب رائٹ آنریبل لارڈ مسٹر ابولگی سابق سوشلسٹ ممبر پارلمنٹ نے جو کمانڈر کینورڈی کے نام سے مشہور ہیں۔ اور سابق شاہ کے گہرے دوست رہے ہیں ایک مضمون حوالہ قلم کیا ہے۔ جس کے ضروری حصص ناظرین کی دلچسپی اور اضافہ معلومات کے لئے ذیل میں نذر ہیں۔ (ایڈیٹر)

دست برداری کی اصل وجہ

یہ امر تو یقینی ہے۔ کہ سابق شاہ کی دستبرداری کی وجوہ عام طور پر معلوم نہیں ہوئیں۔ یہ حقیقت ہے کہ آپ کی مسز سنمپسن کے ساتھ محبت ہی آپ کی دست برداری کی واحد وجہ نہیں تھی۔ بلکہ وہ ایک اتفاقیہ بات تھی۔ اصل وجہ یہ تھی۔ کہ لنڈن کے نہایت صاحب اختیار لوگوں کی رائے میں بادشاہی میں تبدیلی ضروری تھی۔ میں اس خیال کی وجوہ بیان کروں گا۔ مگر اس سے پیشتر یہ جتا دینا ضروری ہے۔ کہ برطانیہ اعظم میں حقیقی حکمران کون لوگ ہیں۔ یہ لوگ اتنی طاقت رکھتے ہیں۔ کہ انگلینڈ کے عوام سے اور شاہ کی سمندر پار والی کروڑوں رعایا سے مشورہ لئے بغیر کوئی کارروائی کر سکتے ہیں۔ برطانیہ میں در حقیقت امراء کی حکومت ہے۔ مگر یہ ایک ناگزیر امر ہے۔ کہ چونکہ طریق حکومت جمہوری ہے۔ اس لئے آخرکار عوام کی آواز ہی غالب آ جاتی ہے۔

حکومت کا اندرونی حلقہ

مجلس وزراء میں ۱۸ ارکان ہیں۔ ان میں سے سب کو ان ابتدائی تدابیر سے مطلع نہیں کیا گیا۔ جن کا انجام دستکشی تھی۔ ہر برٹش مجلس وزراء میں تین یا چار وزیروں کا ایک اندرونی حلقہ ہوتا ہے۔ جو وزیر اعظم کے ساتھ مل کر کام کرتا ہے۔ یہ لوگ نہایت اہم معاملات کا بھی باقی ارکان مجلس وزراء سے مشورہ کئے بغیر ہی فیصلہ کر دیتے ہیں۔ اس امید پر کہ ملک عام طور سے ان کے لئے دہرے کی تائید کریگا۔ اندرونی حلقہ کے فیصلہ کی ایک مثال مسٹر ایسکوئیتھ وزیر اعظم کے زمانہ سے تعلق رکھتی ہے۔ جس نے متوقع جنگ عظیم میں جس کا ظہور ۱۹۱۴ء میں ہوا۔ جرمنی میں ہوا۔ جرمنی اور آسٹریا ہنگری کے خلاف فرانس اور روس کے مقاصد کی حمایت کی تھی۔ یہ اندرونی حلقہ نظر نہ آنے والی گورنمنٹ ہوتا ہے۔ اور اس میں محکمہ خارجیہ محکمہ داخلہ۔ محکمہ خزانہ کے وزیر اور بادشاہ کے سکرٹری شامل ہوتے ہیں۔

کن لوگوں سے مشورہ لیا جاتا ہے

یہ اندرونی حلقہ بنک انگلینڈ کے گورنر جیسے شخص سے مشورہ لیتا ہے۔ اور گورنر خاص مشیروں اور جلیسوں سے مشورہ کرتا ہے۔ سلطنت کی آخری مالی پالیسی اسی مالی جماعت کے ہاتھوں میں ہوتی ہے۔ بعض بڑے اخباروں کے مالک اور دیگر لوگ بھی عوام کی رائے کو سانچہ میں ڈھالتے ہیں۔ ان لوگوں میں اعلےٰ پایہ کے مذہبی پیشوا بھی شامل ہوتے ہیں۔ جو وزیر اعظم زبردست ہو۔ اور جس کے جلیس مستقل مزاج ہوں۔ وہ مخفی حکومت کے مشورے بغیر بھی کوئی کارروائی کر لیتا ہے۔ مسٹر لائڈ جارج نے اپنے زمانہ میں ایک یا دو بار ایسا کیا تھا۔

شاہ جارج کی کوشش

سابق شاہ اس کے لئے تیار تھا۔ کہ آئینی طور پر کام کرے۔ یعنی مجلس وزراء سے مشورہ لے۔ یہ باضابطہ مشورہ شاذونادر ہی دیا جاتا ہے۔ مقابلہ تو بے ضابطہ مباحث میں ہوتا ہے۔ شاہ جارج پنجم نے جنگ عظیم سے پیشتر آئرلینڈ میں نازک حالت رونما ہونے کے وقت براہ راست مداخلت کرنے کے لئے کوشش کی۔ اور ہز میجسٹی نے اس حد تک قدم بڑھا دیا۔ کہ متعدد متخاصم پارٹیوں کے سرغنوں کی کانفرنس اپنی صدارت میں منعقد کرے۔ مگر شاہ نے اس کے لئے اصرار نہیں کیا۔ اگر وہ اصرار کرتا۔ تو خانہ جنگی کا ظہور ہوتا۔ اور ممکن ہے۔ کہ اس سے شاہی حکومت کو زوال ہو جاتا۔ اپنی زندگی کے ایک یا دو آخری سال میں شاہ جارج مرحوم کو پبلک پر اتنا قابو حاصل ہو گیا تھا۔ کہ وہ اپنی مجلس وزراء کو اور اسکی معرفت مخفی حکومت کو اس کی ترغیب دے سکتا تھا۔ کہ وہ پالیسی کی بعض باتوں میں تبدیلی کر دیں۔ مگر وہ اس وقت اس قدر بوڑھا ہو چکا تھا۔ اور اس کی صحت اسقدر خراب ہو چکی تھی۔ کہ اس نے اپنی رائے اور اپنے مشیروں کی رائے میں مقابلہ کرانے کی کوشش نہیں کی۔

بادشاہی کی اصل پوزیشن

سابق شاہ ایڈورڈ کو نہ صرف اپنے والد جیسی ہردلعزیزی حاصل تھی۔ بلکہ رعایا کی نوجوان نسل پر بھی بڑا قابو حاصل تھا۔ گذشتہ جنگ عظیم کے بہادر اور غریب نہ صرف اس کا احترام کرتے تھے۔ بلکہ ان کو اس سے وہی محبت تھی۔ جو اولاد کو باپ سے ہوتی ہے۔ اور وہ اسے رفیق صادق مانتے تھے۔ مرحوم شاہ جارج پنجم پُراسرار ہستی تھا۔ اور ایڈورڈ گو شاہی خاندان کا ایک رکن اعظم تھا۔ مگر برٹش سلطنت کے کروڑوں تعلیم یافتہ لوگوں میں سے ایک لاکھ کو بھی دسمبر ۱۹۳۶ء کے واقعات سے پیشتر بادشاہی کی اصل پوزیشن۔ اس کی کمزوریوں اور اسکی طاقت کا کوئی علم نہ تھا۔

"تاجدار کیلئے" خیال خود مختاری خطرناک تھا۔

اب میں معاملہ کو زیادہ صاف الفاظ میں پیش کرتا ہوں۔ برطانیہ میں حکمران طاقتیں شاہ ایڈورڈ ہشتم سے خوف کھاتی تھیں۔ اس امر واقعہ ہی نے کہ وہ قدامت پسند نہیں تھا۔ وہ مراسم اور دستوروں کا پابند نہ تھا۔ ان طاقتوں میں یہ اندیشہ پیدا کر دیا تھا۔ کہ وہ موزوں بادشاہ نہیں ہو سکتا۔ اور حکومت کی قائم شدہ مشینری کا فِٹ پرزہ نہیں بن سکتا۔ برطانیہ میں شاہی طریق حکومت کو ہردلعزیز بنانے کی خاطر پچاس سال سے لگاتار اور کامیاب کوشش ہوتی رہی تھی۔ گذشتہ صدی کے وسطی زمانہ میں اور آخری چوتھائی حصہ میں تاج کو ہردلعزیزی حاصل نہیں رہی۔ ملکہ وکٹوریہ کو اس کی رعایا کا ایک بڑا طبقہ عملی طور پر پسندیدہ نگاہوں سے نہیں دیکھتا تھا۔ حکومت کے فریق مخالف اور برٹش سیاسیات میں جن لوگوں کے خیالات ترقی پر مائل تھے۔ وہ جمہوریت پسند تھے۔ ملکہ وکٹوریہ کے عہد کے آخری حصہ میں۔ ایڈورڈ ہفتم اور جارج پنجم کے دَور میں حکمران کے لئے نہایت شان اور اقتدار پیدا کر دیا گیا۔ لیکن اگر تاجدار خود مختار ہونے کا اظہار کرے۔ تو یہ اس کے لئے خطرناک ہو سکتا تھا۔ ایڈورڈ ہشتم ان تمام باتوں کو جانتا تھا۔ اور اسے پیشتر سے معلوم ہو گیا تھا۔ کہ اس کے لئے کیا ہونے والا ہے۔ یہ بات اسے بہت عرصہ پیشتر معلوم ہو چکی تھی۔ کہ وہ صاحب تاج و تخت نہ بننے کو ترجیح دے۔ جب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے والد قریب المرگ تھے۔ تو اس نے بعض مدبرین کو یہ معلوم کرنے کا کام سپرد کیا کہ کیا اس کے لئے یہ ممکن ہوگا۔ کہ وہ حق جانشینی اور تاج و تخت سے اپنے بھائی کے حق میں دستبردار ہو جائے۔ مگر اس کی اس کوشش کو ابتدا ہی سے ناکامی ہوتی تھی۔ اور وراثت کے سلسلہ میں رخنہ کے خلاف اس کا زبردست طاقتوں سے مقابلہ تھا۔ اور اس نے ان طاقتوں کو محسوس کر لیا۔ اور خوب سمجھ لیا۔

پرائیویٹ زندگی کا حق

اگر وہ ہر کام میں اپنے باپ کے نقش قدم پر چلنے پر قناعت کرتا۔ تو سب باتیں ٹھیک رہتیں۔ اگر وہ اپنے دادا کے نقش قدم پر گامزن ہوتا۔ تو بھی ہر طور سے اچھا نتیجہ نکلتا۔ اس کے دادا کی کئی آشنا تھیں۔ اس کی نسل کے لوگوں میں سے بہت لوگ اس کے دوست تھے جو صاحب دوست تھے۔ اور جو جمہوری خیالات رکھتے تھے۔ اور ان دوستوں کی صحبت اور رفاقت سے وہ لطف اندوز ہوتا تھا۔ لیکن ایڈورڈ ہفتم نے شادی کی تھی۔ اس کے بچے اور بچوں کی اولاد پیدا ہوئی۔ اس کا چلن نہایت شاندار تھا۔ وہ معمر تھا۔ اور گھوڑ دوڑ کا بڑا شائق جو اس کے زمانہ میں انگلستان میں بڑا ہر دلعزیز شغل تھا۔ اس نے اپنے زمانہ کی اپنی گورنمنٹوں کی خارجہ پالیسی میں کامیابی کے ساتھ ہاتھ بٹایا۔ ایڈورڈ ہشتم کو بھی رسوم کی دلدادہ سوسائٹی کے متعلق اضطراب و بے چینی رہتی تھی۔ اس نے شروع میں اعلان کر دیا تھا۔ کہ اسے اپنی پرائیویٹ زندگی کے متعلق ایک خاص حق حاصل ہے۔ اسے نوجوان چست۔ مستعد اور ظریف لوگوں کی رفاقت پسند تھی۔ اس طور سے اس نے بعض غیر سرکاری مدبروں کے مشوروں سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ جو اس کے لئے قابل قدر اور مفید ہو سکتی تھی۔

اصل نزاع

وہ جن لوگوں کے مشوروں پر کان دھرنے کے لئے تیار رہتا تھا۔ وہ اسے شروع ہی سے برا مشورہ دیتے رہے۔ جولائی ۱۹۳۶ء کے خاتمہ کے قریب مسٹر بالڈون وزیر اعظم کچھ دن علیل رہا۔ اسے کام چھوڑ کر دو ماہ کے لئے مکمل آرام کرنا پڑا۔ ورنہ اسکی صحت کے خراب ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ لیکن ایڈورڈ ہشتم کے بادشاہ ہونے کے وقت ہی سے بالڈون اور دیگر وزیروں نے اسے اسکی اس پرائیویٹ زندگی کے متعلق بے ضابطہ مشورہ دینا شروع کر دیا۔ جس پرائیویٹ زندگی کی خاص باتیں اب سب کو معلوم ہو چکی ہیں۔ لیکن ایڈورڈ نے ان مشوروں پر عمل نہ کیا۔ اصل نزاع یہ تھا۔ کہ آیا ایک حکمران کو اپنے پرائیویٹ اشغال اپنے وزیروں کی مرضی کے تابع بنا دینے چاہئیں۔ یا یہ کہ ان سے اپنے نجی معاملات میں کسی قدر خود مختاری حاصل ہونی چاہیئے۔

شادی ہو جاتی

اگر ایڈورڈ مسز سمپسن کے ساتھ شادی کرنے کا فیصلہ نہ بھی کرتا۔ تو اس سے مطالبہ کیا جاتا۔ کہ وہ اس کے ساتھ دوستی کا سلسلہ منقطع کر دے۔ اور ان تھوڑے سے دوستوں سے بھی جو اس کے پاس جمع رہتے تھے۔ تعلق توڑ دے ایڈورڈ نے مایوسی کا شکار ہو کر اپنی آزادی مار گنیا ٹک شادی کی تجویز میں سوچی۔ اگر اسے دیگر معاملات میں حکمران طاقتوں کے ساتھ فخر قبولیت حاصل ہوتا۔ تو اس شادی کے متعلق مصلحتی تجویز منظور ہو جاتی۔ اسے مسز سمپسن کے ساتھ شادی کرنے اور اسے ملکہ بنانے کی اجازت مل جاتی۔ لیکن جن لوگوں کے ہاتھوں میں عنان حکومت تھی۔ وہ ایڈورڈ سے خائف تھے۔ یہ لوگ اگر چاہتے تو کسی دقت کے بغیر اسکی شادی کے معاملہ کو برطانیہ اعظم اور ڈومینیوں کی پبلک کے سامنے ایسے طریقہ میں پیش کر سکتے تھے۔ کہ شادی ہو جاتی۔ اس بارہ میں کسی شک کی گنجائش نہیں۔

دست برداری کے متعلق فیصلہ

لیکن اس طرح تو اسکی پوزیشن زیادہ مضبوط ہو جاتی۔ اور سابق کی نسبت اسکی شخصیت دوبالا ہو جاتی۔ اس امر میں بھی شک کی کوئی گنجائش نہیں۔ مگر بادشاہی کی پوزیشن کمزور ہو جاتی۔ اور تاج و تخت کو جو شان و شوکت حاصل ہے۔ وہ بڑی حد تک زائل ہو جاتی۔ اس میں شک نہیں کہ تمام متعلقہ لوگوں کے فائدے کے تیقن کے ساتھ یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ شاہ ایڈورڈ کی اسی میں بہتری ہے۔ کہ وہ تاج و تخت سے دستبرداری دے دے۔ اور اسکی جگہ اس کا بھائی بادشاہ بنا دیا جائے۔ اسی وقت ایک شادی شدہ بادشاہ اور اس کے خاندان کے پُر مسرت زندگی بسر ہونے کا نصب العین قائم ہو سکتا ہے۔ اور اس طریقہ پر اب عمل کیا جا رہا ہے۔

دست برداری ناگزیر ہو گئی

اگر انگلستان کے حکمرانوں کی خواہش ہوتی۔ کہ شاہ ایڈورڈ کو بادشاہ رہنے دیا جائے۔ تو ایسا ہو سکتا تھا۔ اگر شاہ خود ہی یہ چاہتا۔ تو ممکن تھا۔ مگر وہ ایک ایسے مرحلہ میں داخل ہو چکا تھا جس کا وہ دنیا پر اعلان کر چکا ہے۔ کہ وہ ایک بادشاہ کی حیثیت سے نہ رہنا چاہتا تھا۔ اور نہ رہ سکتا تھا۔ اس لئے دستبرداری لابدی اور ناگزیر ہو گئی۔

نہ ہمدردی اور نہ دوستی

اب میں ان زبردست طاقتوں کا ذکر کرتا ہوں۔ جو ایڈورڈ کے خلاف تھیں۔ مجھے اس بارہ میں شک ہے۔ کہ کیا اس کے پاس ایسے نصف درجن آدمی تھے۔ جو دانا اور تجربہ کار تھے۔ اور جن کے مشورہ پر وہ بھروسہ کر سکتا تھا۔ ملک سے باہر اخبارات میں ایڈورڈ کے خلاف جو مہم شروع کی گئی تھی۔ وہ برطانیہ میں پہلے ہی زبردست اور خطرناک سرگوشیوں کی مہم بن چکی تھی۔ اس کے سلسلہ میں جو داستانیں پیش کی گئیں۔ وہ بڑی بُری تھیں۔ امریکن اخبارات میں مسز سمپسن کے ساتھ کم از کم ہمدردی اور دوستی کا اظہار کیا گیا تھا۔ لیکن برطانیہ میں سرگوشیوں کی جو مہم ظہور میں آئی۔ اس میں ان دونوں میں سے کسی کا بھی رنگ نہ تھا۔ اور نہ سمجھوتہ کے لئے کوئی کوشش پائی گئی۔

ایڈورڈ کی مجبوری

شاہ ایڈورڈ کے پاس اپنا معاملہ پیش کرنے کے کوئی ذرائع نہیں تھے۔ اخبارات کے کالم اس کے لئے بند کر دیئے گئے۔ وہ پبلک میں کوئی تقریر نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے ایک ایک لفظ کی بابت اسے اپنی مجلس وزراء سے منظوری لینی پڑتی۔ وہ کوئی بات براڈکاسٹ نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے لئے اس کے پاس کوئی وقت نہ تھا۔ کہ وہ اپنے حق میں کوئی سیاسی یا عام رائے پیدا کر سکے۔ ایسا کرنے کے لئے اس کے پاس کوئی ذرائع نہ تھے۔

عجیب آئینی سوال

ایک آئینی سوال اس قسم کا تھا۔ جس میں مزدور پارٹی گورنمنٹ کی حمایت کرنے کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ بادشاہ کے ساتھ ایک انسان کے طور پر اس کی ہمدردیاں چاہے کچھ ہی تھیں۔ اور اس کے پرائیویٹ اور پولیٹیکل خیالات کے متعلق خواہ ان کی پوزیشن کیسی اچھی ہی کیوں نہ تھی۔ اور اگر وہ اس کے مقصد کی حمایت کرتی۔ اور ملک کے انتخابات کا مسئلہ ڈال دیتی۔ تو چاہے اس میں اسکی فتح ہوتی یا شکست۔ مگر اس کی پوزیشن یقینی طور پر خطرناک ہو جاتی۔ اگر وہ انتخابات میں مقابلہ کر کے ہار جاتی۔ تو اس کا مقصد دس سال کے لئے پیچھے پڑ جاتا۔ اگر اسکی جیت ہو جاتی۔ تو بادشاہ کے اس حق کو از سر نو قائم کر دیتی۔ کہ وہ وزیروں کے مشورہ کو نظر انداز کر دے۔ اور اس طور سے فسطائیت کے لئے راستہ پیدا کر دیتی۔

بے ضابطہ فیصلہ

جب یہ معلوم ہو گیا۔ کہ خواہ بالڈون کی مجلس وزراء مستعفی ہو جائے۔ مگر اسکی جگہ مزدور پارٹی اپنی گورنمنٹ پھر بھی قائم نہیں کر سکتی۔ تو شاہ ایڈورڈ کو شکست حاصل ہو گئی۔ جو فیصلہ کیا گیا۔ وہ باضابطہ نہیں تھا۔ وہ باضابطہ ہو بھی نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ تمام واقعات معلوم نہیں ہوئے تھے۔ لیکن بے ضابطہ فیصلہ کیا گیا۔ اور اس کے کرنے والے ۱۳ اصحاب تھے۔ جو مزدور پارٹی کی گورننگ کمیٹی کے منتخب شدہ ارکان تھے۔ شاہ ایڈورڈ تاج و تخت چھوڑنے کے لئے تیار تھا۔ اندازہ لگایا جائے۔ کہ اگر وہ تخت پر قائم رہنے کے لئے مقابلہ کرنے کا فیصلہ کر لیتا۔ تو کیا ہوتا؟ جب نازک حالت کے متعلق واقعات ظاہر ہونے لگے۔ تو اگر وہ اس وقت لنڈن آ جاتا۔ تو اس کے حق میں زبردست عام تحریک پیدا ہو جاتی۔

سب سے بڑی خدمت

اگر ایسی حالت پیدا ہو جاتی۔ تو اس مظاہرہ کے باعث برطانیہ کے خلاف وہ عناصر فائدہ اٹھاتے جو پارلیمنٹری طریقہ کے مخالف تھے۔ اور جو کسی قسم کی ڈکٹیٹری کے خیر مقدم کے متمنی تھے۔ اس تذبذب کے زمانہ میں بھی بعض طاقتور اور مالدار لوگ یہ ظاہر کرتے تھے۔ کہ وہ ایسی تحریک کی رہنمائی اور مالی امداد کے لئے تیار تھے جمہوریت کو فتح حاصل ہو جاتی۔ مگر نہایت سنگین سیاسی ہنگاموں کے بعد۔ اور ممکن ہے۔ کہ خانہ جنگی شروع ہو جاتی۔ اور ایسی صورت حالات ایسے وقت پر رونما ہوتی۔ جبکہ ملک کی بین الاقوامی حالت سنہ ۱۹۱۴ء کے دور سے زیادہ پُر خطر تھی۔ اور جبکہ نہایت تکلیف و محنت سے قائم کئے ہوئے کاروبار اور مالی اعتماد کو تباہی کا خطرہ پیش آیا۔ سب سے بڑی خدمت جو ایک برطانوی بادشاہ نے اپنے ملک کے لئے کبھی انجام دی۔ وہ یہ تھی۔ کہ شاہ ایڈورڈ ہشتم نے کسی ایسی تدبیر کی حمایت کرنے سے انکار کر دیا۔ جو وزارت کے مقابلہ پر ڈٹ جانے والی تھی۔ اور وہ تخت سے دستکش ہو گیا۔ (ریارس)

نوٹس

جن خریداروں نے وی۔پی واپس کر دیئے ہیں۔ وہ مہربانی کر کے اپنا چندہ اس وقت تک کا معہ خرچ وی پی واپس آمدہ۔ چار چار روپیہ بھیجکر آئندہ اخبار بند کرا دیں۔ اور جاری رکھنا چاہیں۔ تو اطلاع دیں۔ کہ کب چندہ ادا کرینگے۔ اس وقت تک ان کے اعتماد پر بغیر وصولی چندہ پیشگی اخبار جاری ہے۔ (مینیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ورثہ کے متعلق شریعتِ اسلامی کے ضروری احکام

(از مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ مولوی فاضل)

(۱)

اس مضمون کا ابتدائی حصہ کچھ عرصہ تک معزز معاصر "الفضل" میں شائع ہوتا رہا ہے اب اس کا بقیہ حصہ احباب کے معلومات میں اضافہ کے لئے بذریعہ "فاروق" پیش کیا جاتا ہے چونکہ ورثہ کے مسائل بہت بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ اسلئے قارئین کرام سے استدعا ہے کہ یہ مضمون بغور ملاحظہ فرمائیں۔ (ایڈیٹر)

ذوالارحام یعنی دُور کے رشتہ دار جو اصحاب الفرائض میں نہیں ہوتے

اگر کسی میت کے ورثاء میں سے بھی کوئی نہ ہو۔ اور نہ عصبات میں سے کوئی ہو۔ تو پھر میت کا مال اس کے ایسے رشتہ داروں کو دیا جاویگا۔ جو دور کے رشتہ دار ہوں۔ اور ان کے لئے شریعت نے کوئی حصہ بھی مقرر نہ کیا ہوا ہو۔ اور نہ وہ عصبات میں سے ہوں۔

جس طرح عصبات کی تقسیم کو میں بالترتیب لکھ آیا ہوں۔ اس طرح ان ذوالارحام کی ترتیب ہے۔ یعنی جس طرح عصبات میں سے جزأ المیت اولاً مستحق مال ہوتی ہے۔ اسی طرح ذوالارحام میں سے بھی جزأ المیت کو مقدم کیا جاوے گا وغیرہ۔

اول۔ جزء المیت۔ اس سے مراد میت کی لڑکیوں یا میت کی پوتیوں کی اولاد ہے۔ لڑکیوں کی اولاد یعنی نواسے نواسیاں میں سے جب ملکر کسی میت کے وارث بن رہتے ہوں۔ تو ان کے درمیان مال للذکر مثل حظ الانثیین کے طریق پر تقسیم ہوگا۔ اور اسی طرح پوتیوں کی اولاد میں بھی صرف اس بات کا لحاظ ہونا چاہیئے۔ کہ ورثاء میت کے طرف قرب کے لحاظ سے ایک درجہ میں ہوں۔ ورنہ اگر کوئی ان میں سے میت کے زیادہ قریب ہے۔ تو وہ اولیٰ ہوگا بہ نسبت اس کے جو میت سے دُور ہے۔ مثلاً بیٹی کی بیٹی کے ساتھ پوتی کی بیٹی ہو۔ تو اس وقت بیٹی کی بیٹی کو ملے گا۔ اور پوتی کی بیٹی کو نہیں ملے گا۔ کیونکہ بیٹی کی بیٹی بہ نسبت پوتی کی بیٹی کے میت کی طرف ایک درجہ قریب ہے۔ اسی طرح اگر درجہ میں تو برابر ہوں۔ لیکن ایک طرف وارث یا عصبہ کی اولاد ہو۔ اور دوسری طرف ذوالارحام کی اولاد ہو۔ تو وارث یا عصبہ کی اولاد ذوالارحام کی اولاد سے مقدم ہوگی مثلاً ایک پوتی کی بیٹی ہے۔ اور ایک نواسی کی بیٹی ہے۔ تو پوتی کی بیٹی مقدم ہوگی بہ نسبت نواسی کی بیٹی کے۔ کیونکہ وارث کی اولاد ہے

دوم۔ اصل المیت۔ اس سے مراد ایسے دادے دادیاں ہیں۔ جو فاسد ہوں۔ یعنی ان کے اور میت کے درمیان نانا واسطہ ہو اگر کسی صورت میں سب دادے دادیاں ایک جانب سے ہوں۔ یعنی سب کے سب باپ کی طرف سے یا سب کے سب ماں کی طرف سے۔ تو ان میں سے جو میت کے زیادہ قریب ہوگا۔ اسکو مال ملے گا۔ لیکن اگر دادے دادیاں ایسے ہوں۔ کہ بعض باپ کی طرف سے ہوں۔ اور بعض ماں کی طرف سے۔ تو جو ماں کی طرف سے ہوں ان کو $\frac{1}{3}$ اور جو باپ کی طرف سے ہوں۔ ان کو $\frac{2}{3}$ ملے گا۔

۳۔ تیسری قسم ذوالارحام کی میت کے بہن بھائیوں کی اولاد ہے۔ میت کے تین قسم کے بھائی ہوتے ہیں۔ ایک اعیانی یعنی ماں باپ دونوں کی طرف سے۔ دوسرے علاتی یعنی صرف باپ کی طرف سے۔ تیسرے اخیافی صرف ماں کی طرف سے۔ ان میں سے پہلے دو (اعیانی و علاتی) کی لڑکیاں اور تیسرے اخیافی کی لڑکے و لڑکیاں دونوں ذوالارحام میں سے ہوتے ہیں۔ اور اعیانی و علاتی کے لڑکے عصبات سے ہوتے ہیں۔

میت کی بہنوں کی اولاد خواہ مذکر ہو۔ خواہ مؤنث۔ اور خواہ بہن عیانی ہو یا علاتی یا اخیافی غرضیکہ تینوں کی لڑکیاں و لڑکے ذوالارحام سے ہوں گے۔ بہن بھائیوں کی اولاد میں بھی درجہ کا لحاظ ضرور رکھا جاویگا جو درجہ میں قریب ہو۔ وہ مقدم ہوگا۔ بہ نسبت اس کے جو دور ہو۔ اگر درجہ میں برابر ہوں۔ تو وارث یا عصبہ کی اولاد مقدم ہوگی بہ نسبت ذوالارحام کی اولاد کے۔ مثلاً بھانجے کی لڑکی کے ساتھ۔ بھتیجے کی بیٹی ہو۔ تو اس وقت بھتیجے کی بیٹی کو مال ملے گا۔ اور بھانجے کی بیٹی کو نہیں ملے گا۔ کیونکہ بھتیجے کی بیٹی عصبہ کی اولاد ہے۔ اور بھانجے کی بیٹی ذوالارحام کی اولاد ہے۔

۴۔ چوتھی قسم جو دادا دادی یا نانا نانی کی اولاد ہو۔ یعنی پھپھے و پھپھی و ماموں و خالہ اور وہ چچے جو باپ کے ماں کی طرف سے بھائی ہوں۔ اگر تو ان سب سے ایک ہو۔ تو سارا مال ملے گا۔ اور اگر ماں کی طرف سے پھپھی و چچا ہوں۔ یا ماموں و خالہ ہوں۔ تو پھر مال للذکر مثل حظ الانثیین کے طور پر تقسیم ہوگا۔ اور اگر کچھ ماموں و خالہ ہوں۔ اور کچھ پھپھی و چچا ام ہوں۔ تو پھر جو باپ کی طرف سے وارث ہیں۔ (یعنی چچا و پھپھی) ان کے لئے $\frac{2}{3}$ حصہ جو باپ کا ہوتا ہے وہ دیا جائیگا۔ اور ماموں و خالہ کو $\frac{1}{3}$ جو ماں کا حصہ ہوتا ہے دیا جاوے گا۔ اگر یہ خود نہ ہو۔ تو پھر ان کی اولاد کو ملے گا۔ پس یہ چار قسم کے ذوالارحام ہیں۔ جو عصبہ کی طرز پر ہوتے ہیں۔ اور ترتیب و استحقاق میں عصبوں کی طرح ان کا لحاظ رکھا جاویگا۔ یعنی جس طرح عصبوں کے مستحق ہونے میں ایک ترتیب ہے۔ اس ترتیب کو ذوالارحام کے وارث ہونے میں مدنظر رکھا جاویگا۔ یعنی جس طرح عصبوں میں جزأ میت کے ہوتے ہوئے جزأ جد کو وارث نہیں بنایا جاتا۔ اسی طرح ذوالارحام میں بھی ان سب باتوں کو ملحوظ رکھا جائیگا۔

مولی الموالات یعنی پگ بھائی

۴۔ اگر ذوالارحام سے بھی کوئی ایسا شخص نہ ہو۔ جو مال کا وارث بن سکے۔ تو پھر سارا مال میت کا اس کے مولی الموالات (یعنی پگ بھائی) کو دیا جاویگا۔ چنانچہ قرآن کریم سے بھی بعد حدیث سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔ اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ ولکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان والاقربون والذین عقدت ایمانکم فاٰتوھم نصیبھم الآیۃ۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ انا وارث من لا وارث لہ اعقل عنہ وارثہ لو۔ جبکہ اصحاب الفرائض سے کوئی نہ ہو۔ اور نہ عصبات سے کوئی ہو۔ اور نہ ذوالارحام میں سے کوئی ہو۔ تو پھر ایسے پگ بھائی کو اس مرنے والے کا سارا مال دے دیا جاوے گا۔ خواہ وہ ایک ہو۔ اور خواہ ایک سے زیادہ ہوں۔

اگر ایسا بھی کوئی نہ ہوگا۔ تو پھر جیسا کہ میں پیچھے بتا چکا ہوں۔ میت کا اگر کوئی ایسا مقر لہ ہو یعنی ایسا اجنبی آدمی جس کے حق میں یہ اقرار ہو۔ کہ یہ میرا بھائی ہے۔ یا چچا وغیرہ غرضیکہ کسی رشتہ کا وہ اقراری ہو۔ حالانکہ وہ حقیقۃً رشتہ دار نہ ہو۔ اور اس کے اقرار سے وہ رشتہ ثابت نہ ہو سکتا ہو۔ تو ایسے آدمی کو ترکہ میت دیا جاوے گا۔ اس کے بعد ایسے موصی کو جس کے حق میں سارے مال کی وصیت ہو۔ اور پھر بیت المال میں مال دے دیا جاویگا۔

موانع من الارث یعنی وہ باتیں جو وارث بننے سے آدمی کو روک دیتی ہیں

پیچھے اصحاب الفرائض (یعنی وہ وارث جن کا حصہ شریعت نے بیان کیا ہے) کا بیان میں کر چکا ہوں۔ اسی طرح عصبوں (یعنی وہ اشخاص جو سارا مال جو کہ اصحاب الفرائض کے حصہ دینے کے بعد بچ جائے۔ لے لیتے ہیں۔ اور اکیلا ہونے کی صورت میں سارا مال لے لیتا ہے) کا بھی ذکر کر آیا ہوں۔ لیکن بعض صورتوں میں یہ اصحاب الفرائض یا عصبات ایسے وجوہات اپنے اندر رکھتے ہیں۔ یا پیدا کر لیتے ہیں۔ جن کی وجہ سے وہ میت کے وارث نہیں بن سکتے۔ ایسے وجوہات کو موانع من الارث کہتے ہیں۔ جو مفصلہ ذیل ہیں:۔ اگر ان میں سے کوئی وجہ کسی وارث یا عصبہ میں پائی جاوے۔ تو وہ مستحق وراثت نہیں ہو سکتا۔

اول۔ قتل۔ اگر کوئی وارث اپنے مورث یعنی ایسے آدمی کو جس کا وہ وارث بن سکتا ہے قتل کر دیوے۔ تو قتل کرنے کی وجہ سے وہ اس کا وارث نہیں بن سکتا۔ مثلاً اگر بیٹا باپ کو قتل کر دیوے۔ یا بھائی بھائی کو قتل کر دیوے۔ یا بیوی خاوند کو قتل کر دیوے۔ تو قاتل مقتول کا وارث نہیں بن سکتا۔ کیونکہ اس نے اس ورثہ کو اس کی میعاد مقررہ وقت سے پہلے حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اور ایسے فعل سے کی۔ جو ایک ممنوع و حرام فعل تھا۔ اس واسطے قاتل کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقتول کے مال سے حصہ نہیں ملے گا۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔ کہ عن ابی ھریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم القاتل لا یرث۔ وعن عمر رضؓ قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول لیس لقاتل میراث۔ ان ہر دو احادیث میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ قاتل مقتول کا وارث نہیں بنتا۔ اور نہ قاتل کا میراث سے حصہ ہوتا ہے۔

۲۔ **اختلاف ملّت**۔ یعنی مذہبوں کا مختلف ہونا۔ پس جاننا چاہیئے۔ کہ اختلاف مذہب کا ہونا بھی آدمی کو وراثت سے روک دیتا ہے۔ لہذا کوئی مسلمان کافر کا اور کوئی کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:۔ لا یرث المسلم الکافر ولا الکافر المسلم کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا۔ اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح نبی کریمؐ نے فرمایا ہے۔ کہ لا یتوارث اھل ملّتین شیئًا۔ کہ دو علیٰحدہ علیٰحدہ ملت والے ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ یہودی یا عیسائی یا آریہ یا سکھ یا مجوسی کسی مسلمان کے وارث نہیں ہو سکتے۔ اور نہ مسلمان ان کا وارث ہو سکتا ہے۔ پس آپس میں وہی وارث ہو سکتے ہیں۔ جن کا ملت و مذہب ایک ہو۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا وارث بن سکتا ہے۔ خواہ وہ کسی فرقہ کا ہو کیونکہ دونوں ایک ہی کتاب اور ایک ہی شریعت و قانون کو ماننے والے ہیں۔ اسی طرح یہود و نصاریٰ اور جملہ ہندوؤں کے فرقے آپس میں وارث بن سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کی ایک کتاب ایک ہی شریعت ہے۔ غرضیکہ تمام وہ قومیں جن کا قانون و شریعت ایک ہو۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث بن سکتے ہیں۔ اور جن کا ایک نہ ہو۔ وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں بن سکتے۔ ایک احمدی غیر احمدی کا وارث بن سکتا ہے۔ کیونکہ بحیثیت مسلمان دونوں ایک ملت و مذہب کے آدمی ہیں۔ دونوں کی کتاب و شریعت ایک ہے۔ پس جس طرح جملہ فرقے مسلمانوں کے ایک دوسرے کے وارث بنتے ہیں۔ اسی طرح احمدی غیر احمدی کا وارث بن سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ دونوں شریعت کے قانون کو آپس میں رائج کرنے پر پابند ہوں۔ اگر ایک احمدی تو قانون شریعت کے ماتحت غیر احمدیوں کو وارث بنانے کو تیار ہو لیکن دوسری طرف سے غیر احمدیؐ رواج یا قانون سرکاری کے ماتحت اپنی جائیداد کو تقسیم کرواتا ہے۔ اور ہم شریعت اسلام کے مطابق وراثت تقسیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تو ایسی صورت میں کیونکہ اس نے خود شریعت کو ترک کیا ہے۔ اور قانون سلطنت اس میں ہماری امداد نہیں کرتا۔ اس واسطے ایسا غیر احمدی احمدی کا وارث نہیں ہو سکتا۔ غرضیکہ احمدی غیر احمدی کا یا غیر احمدی احمدی کا اس صورت میں وارث ہو سکتا ہے۔ جبکہ دونوں قانونی طور پر آپس میں معاہدہ کریں۔ کہ ہم از روئے شریعتِ اسلام وراثت کو آپس میں جاری کریں گے۔ اور اصول مذہب کے پابند رہیں گے۔

۳۔ **اختلاف دارین**۔ جب روئے زمین پر اسلام کی سلطنت ہو۔ تو اس وقت وراثت کے متعلق کوئی دِقّت نہ ہوتی۔ لیکن اگر اسلام کے علاوہ کوئی دوسری سلطنت بھی ہو۔ جیسے کہ آج کل کا زمانہ ہے۔ تو ایسی صورت میں اگر کوئی مسلمان ایک سلطنت میں رہے۔ اور اس کا وارث یا مورث کسی دوسری سلطنت میں رہے۔ تو چونکہ جائیداد کا انتقال اس سلطنت کو ایک حد تک نقصان دے گا۔ اور بعض صورتوں میں غیر ملک والے کی ملکیت دوسری سلطنت تسلیم نہ کرے گی اس واسطے شریعت اسلام میں اختلاف دارین یعنی دو مختلف سلطنتوں کے ہونے سے بھی وراثت جاری نہیں ہوتی۔ اگر کوئی مسلمان ہندوستان میں رہتا ہو۔ اور اس کا وارث یا مورث جرمنی یا اٹلی یا روس یا افغانستان یا ایران میں رہتا ہو۔ تو وہ آپس میں وارث نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ایسے آدمی کے وہ وارث ہو سکتے ہیں۔ جو اس کے رشتہ دار اس سلطنت میں رہتے ہوں۔ جہاں وہ مرا ہو۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔ عن سعید بن المسیب یقول ابیٰ عمر بن الخطاب رضؓ ان یورث احدا من الاعاجم الا احدًا ولد فی العرب۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات سے انکار کر دیا۔ کہ کسی غیر ملکی کو وارث بنایا جاوے۔ سوائے اس کے جو اس ملک میں آ کر پیدا ہؤا ہو۔ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے۔ کہ غیر ملک والا یا دوسری سلطنت کا آدمی دوسری کسی سلطنت کے رہنے والے کا وارث نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر کوئی عورت کسی دوسرے ملک سے حاملہ ہو کر سلطنت اسلامیہ کی طرف آ گئی ہو۔ اور وہاں آ کر وضع حمل کرے اور پھر وہاں ہی مر جاوے۔ تو وہ بچہ متوفیہ کا مالک ہو گا۔ یا بچہ مر جاوے۔ تو وہ مال اسی

تحریک جدید کے ماتحت بیرون ہند کی تبلیغی رپورٹ

سنگاپور

مولوی غلام حسین صاحب ایاز مبلغ سنگاپور اپنے مکتوب مورخہ ۱۲/۸/۳۸ بنام حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز میں لکھتے ہیں کہ:۔ ڈاکٹر ابراہیم صاحب (جو پیغامی خیالات کے ہیں) اب ہماری تبلیغ میں دلچسپی لینے لگ گئے ہیں۔ پہلے تو انہیں ملاقات کے لئے فرصت ہی نہ ہؤا کرتی تھی۔ لیکن اب خود انہوں نے یہ خواہش ظاہر کی ہے۔ کہ ہفتے میں ایک بار ضرور میں ان سے ملا کروں۔ انہوں نے مجھ سے مسئلہ تعدد ازواج کے متعلق چند سوالات کئے۔ اس سے قبل انہوں نے اس مسئلے کا بہت مطالعہ کیا تھا۔ اور مولوی محمدؐ علی صاحب (امیر غیر مبائعین) کی تفسیر القرآن کو بھی بہ غور پڑھا تھا۔ لیکن اس سے ان کی تشفی نہ ہوئی تھی۔ میرے جوابات سن کر ان کی تسلی ہو گئی۔ اور اس سے انہیں ہمارے عقائد اور دلائل کی طرف توجہ ہوئی۔ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کی ضرورت و اہمیت بھی سمجھائی گئی۔ اور غیر مبائعین کے علیٰحدہ ہو جانے کی وجوہات بھی بتلائی گئیں۔

مولوی صاحب موصوف یہ بھی لکھتے ہیں۔ کہ یہاں مجلس خدام الاحمدیہ بھی قائم کی گئی ہے۔ مقامی احباب میں اس تحریک کو حاجی ارشد صاحب نے اٹھایا ہے۔ اس مجلس کے ذریعے سے مشقی تقریروں اور دیگر امور دینیہ کا خاطر خواہ انتظام ہو سکے گا۔

اس خط میں مولوی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ سنگاپور کے ایک دوست نے اپنے لڑکے کو قادیان شریف میں تعلیم کے لئے بھیجنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ وہ پانچ ڈالر ماہوار اس کے خرچ کے لئے دیا کریں گے۔ یہ پہلا لڑکا ہے۔ جو سنگاپور سے قادیان تعلیم کے لئے بھیجا جانے والا ہے۔ لڑکا نہایت ذہین اور ہوشیار ہے۔

علاقہ جاوا کی رپورٹ ماہ جون ۱۹۳۸ء

ملک عزیز احمدؐ صاحب مبلغ علاقہ جاوا اپنے خط مورخہ ۱۵/۷/۳۸ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔ ایک سوسائٹی نے جو کہ غیر احمدی مسلمانوں چینیوں اور ڈچ لوگوں کی ہے۔ مجھے لیکچر دینے کی دعوت دی میں ان دنوں بہت بیمار اور عدیم الفرصت تھا۔ لیکن باوجود اس کے خدا تعالےٰ کے فضل سے ہم ادن رات سخت محنت کر کے میں نے ۵۶ کتابی صفحوں کا ایک لیکچر تیار کیا۔ اس لیکچر سے کافی عرصہ پہلے اخباروں اور اشتہاروں کے ذریعے سے اس کا اشتہار دیا گیا تھا۔ لیکچر کے بعد تمام روزانہ اخباروں نے اس کے نوٹ شائع کئے۔ اور دو مختلف انجمنوں نے اس کو لفظ بلفظ شائع کرایا۔ لیکچر ۲½ گھنٹے متواتر ہوتا رہا۔ علاوہ ازیں متواتر ہر اتوار کی رات کو میں اپنی مسجد میں تبلیغی جلسے کرواتا رہا۔ اور ہر رات ۷ بجے سے ۹ بجے تک دو نئے احمدیوں کو اسلام کی تعلیم دیتا اور قرآن مجید پڑھاتا رہا۔ ماہ جون میں خدا کے فضل و کرم سے ۳ نئے احباب داخل سلسلہ ہوئے۔ جن میں دو سکول ٹیچر ہیں۔ اور اپنے گاؤں میں معزز ہیں۔

۱۵ر جولائی لغایت ۳ر اگست ۱۹۳۸ء

ملک عزیز احمدؐ خاں صاحب مبلغ سورابایا ملک جاوا اپنے تازہ خط میں لکھتے ہیں۔ کہ:۔ ان دنوں میں ضیق النفس میں مبتلا ہوں۔ اور دائیں پھیپھڑے میں درد ہوتا رہتا ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ صحت بخشے۔ آمین۔

اس عرصے میں بہت سے نئے اصحاب سے ملاقاتیں ہوئیں۔ اور انہیں تبلیغ کرنے کا خوب موقعہ ملا۔ ان میں ایک مُلّا صاحب ہیں۔ جو چند ساتھیوں کو ساتھ لے کر آئے۔ ایک امریکن سیاح ہیں۔ جو ان دنوں یہاں مقیم ہیں۔ ایک شاہی خاندان کے فرد ہیں۔ جن سے تین گھنٹے تک گفتگو ہوتی رہی۔ دو اصحاب نے بیعت کی۔ جن میں ایک وہ صاحب ہیں۔ جن کے مکان میں میں رہتا ہوں۔ یہ صاحب ایک بیرسٹر ہیں۔ حسب معمول اس دوران میں تبلیغی جلسے مسجد میں ہوتے رہے۔ احباب جماعت کی تربیت کا کام بھی کیا گیا۔ اور اخبارات میں جو گندے مضامین سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق کچھ عرصہ سے چھپنے شروع ہوئے ہیں۔ ان کے جوابات تحریر کئے گئے۔

تبدیل پتہ

سید شاہ محمد صاحب کو پروو کرتو بھجوایا گیا ہے۔ جہاں پر جماعت نہیں ہے۔ وہاں عیسائیت کی اکثریت ہے۔ مسلمان باوجود خدا کو نہ ماننے کے مسلمانی کا دعویدار ہے۔ لہٰذا ان کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں ان کا تبدیل شدہ پتہ حسب ذیل ہے:۔

S. Shah Mohd Erof
Pestoesal Islam (Ahmadiyyah)
Posarmanis Weg. 5. Poermoherto (Banjoemas) Java

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چیدہ خبریں

امرتسر - شیخ محمد صادق ایم - ایل - اے کے خلاف انتخابی عذرداری خواجہ محمد زکریا کچلو کی طرف سے دائر کردی گئی ہے - چنانچہ گورنر پنجاب نے الیکشن ٹریبونل کو سماعت کی اجازت دے دی ہے۔

لاہور - پٹیالہ ہاؤس میں ۲۹ ر اکتوبر سے آل انڈیا نمائش زیر سرپرستی وزیر اعظم پنجاب شروع ہوگی۔

لاہور میں نئے پنجاب اسمبلی چیمبر کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے - ماہ اکتوبر میں گورنر پنجاب اس کا افتتاح کریں گے۔

لاہور - میونسپل ایڈمنسٹریٹر نے تجویز کی ہے۔ کہ جو شخص اپنے گھر میں ملازم رکھے - اس سے دو روپیہ ماہوار ٹیکس لیا جائے - نیز بائیسکلوں وغیرہ سواری کے گھوڑوں اور کتوں پر آٹھ آنہ فی سہ ماہی اور دودھ دینے والی گائے بھینسوں پر دو روپیہ فی سہ ماہی ٹیکس لگایا جائے۔

—— ضلع شیخوپورہ کے ایک گاؤں سے دو ہندو سنار اور چھ دیگر اشخاص جعلی سکے بنانے کے الزام میں گرفتار کئے گئے ہیں۔

—— یو - پی کے بعض دریاؤں میں خوفناک طغیانی آنے سے ۵ ہزار دیہات نذر سیلاب ہو گئے ہیں - ہزارہا انسان خانماں برباد ہو گئے ہیں۔

—— موضع دھموٹ ریاست پٹیالہ سے خبر آئی ہے - کہ وہاں ایک بکرا دودھ دیتا ہے۔

—— ترچناپلی کے قریب بوجہ بارش ایک ریل گاڑی کا انجن اور چار ڈبے لائن سے اتر گئے۔ ۲۸ مسافر ہلاک اور ۱۰۷ زخمی ہوئے۔

شملہ - مرکزی اسمبلی میں ڈیفنس سکرٹری نے ایک سوال کے جواب میں کہا - کہ جب تک کانگرس آئینی جماعت بنی رہے گی - فوجی پنشنر اگر چاہیں - تو اس کے ممبر بن سکتے ہیں - اور اس کے ٹکٹ پر مجالس آئین ساز کے ممبر بن سکتے ہیں۔

—— کانگرس کی طرف سے صدر مسلم لیگ کو اس امر کا جواب دیا گیا ہے - کہ کانگرس مسلم لیگ کو مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت تسلیم نہیں کر سکتی۔

—— ڈاکٹر ستیہ پال نے صوبہ پنجاب کی کانگرس کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا ہے۔

—— حکومت عراق اور بصرہ میں پٹرولیم کمپنی کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا ہے۔ جس کی رو سے کمپنی مذکور کو جنوبی عراق سے تیل نکالنے کا ٹھیکہ دیا گیا ہے۔

—— بعض عربی اخبارات لکھتے ہیں - کہ حکومتہائے برطانیہ و حجاز میں شمال مغربی سرحد پر واقع ایک شہر شیواہ کی ملکیت کے متعلق جھگڑا پیدا ہو گیا ہے - دونوں حکومتیں اسے اپنی حکومت بتاتی ہیں - دونوں کی فوجیں وہاں جمع ہو رہی ہیں۔

—— جنرل فرانکو کی افواج نے حملہ کر کے سرکاری افواج کو دو مرتبہ شکست دی ہے۔ سرکاری افواج کے تقریباً دو ہزار سپاہی ہلاک و زخمی ہوئے ہیں۔

—— حکومت افغانستان اور زیکوسلاویکیہ کی حکومتوں کے مابین ایک دوستانہ معاہدہ طے پایا ہے۔

—— ٹیونس میں حکومت فرانس مسلمانوں پر بہت سختیاں کر رہی ہے۔ آٹھ نو ہزار قید یا نظر بند ہیں - سینکڑوں کو گولی کا نشانہ بنایا جا چکا ہے۔

—— لندن کے ایک اخبار سپکٹیٹر میں ایک انگریز نے جو ایک طویل مدت تک ہندوستان میں رہ چکا ہے - یہ تجویز پیش کی ہے - کہ آسٹریا اور جرمنی سے نکالے ہوئے یہودیوں کو ہندوستان میں اور خاص طور پر حیدر آباد اور میسور میں آباد کیا جا سکتا ہے۔

نئی دہلی - ۱۲ ر اگست - ایک اطلاع مظہر ہے کہ دہلی ڈسٹرکٹ کانگرس کمیٹی نے ۹ ممبروں پر مشتمل ایک سب کمیٹی مقرر کی ہے - جو صوبہ دہلی میں سول نافرمانی کرنے کے وسائل پر غور و فکر کرے گی۔ پہلے یہ کمیٹی لوگوں کے اہم مطالبات کی ایک فہرست تیار کر کے حکومت سے مطالبہ کرے گی - کہ ایک مدت معینہ کے اندر انہیں پورا کیا جائے - بصورت دیگر اس سب کمیٹی کو اجازت ہوگی - کہ آل انڈیا ورکنگ کمیٹی کی اجازت سے سول نافرمانی کی تحریک جاری کر دے۔

بریلی - ۱۲ ر اگست - ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ آج اسجگہ ہندو مسلم فساد ہو گیا - جس میں چار کنسٹیبل سنگ باری کی وجہ سے زخمی ہو گئے۔ شہر میں آج مکمل ہڑتال رہی - اور تمام دوکانیں بند رہیں - مقامی حکام سمجھوتہ کے لئے دونوں قوموں کے لیڈروں سے گفت و شنید کر رہے ہیں۔

صوبہ سرحد میں سول نافرمانی

(پشاور ۲۴ ر اگست) نواب طورو اور اس کے مزارعین میں سمجھوتہ کی جو کوشش ہو رہی تھی - وہ فیل ہو گئی ہے - اب صوبہ کے سرکردہ کارکنوں کو گرفتار کیا جا رہا ہے۔

بنگال کے تمام پولیٹیکل نظر بند رہا

(کلکتہ ۲۴ ر اگست) سر ناظم الدین نے بنگال اسمبلی میں اعلان کیا - کہ بنگال میں دو ہزار سات سو اشخاص نظر بند تھے - گذشتہ رہائیوں کے بعد ایک سو تین نظر بند اور شاہی اسیر رہ گئے تھے - اب ان کو بھی رہا کر دیا گیا ہے۔

۲½ سال میں نو بچے

(شیخوپور ۲۳ ر اگست) شاہدرہ نارووال ریلوے لائن پر موضع آیا نگر میں ایک سکھ عورت کے اڑھائی سال میں نو بچے پیدا ہوئے ہیں - جنوری ۱۹۳۶ء میں تین بچے بیک وقت پیدا ہوئے۔ مئی ۱۹۳۷ء میں پھر تین بچے ایک ہی وقت میں اسی طرح جولائی ۱۹۳۸ء میں تین بچے پیدا ہوئے۔

راجہ محمد اکبر کی اپیل کا فیصلہ

(سری نگر ۲۴ ر اگست) ہائی کورٹ کے ڈویژن بنچ نے آج کشمیر کے مسلم لیڈر راجہ محمد اکبر کی اپیل کا فیصلہ سنا دیا:-

راجہ صاحب کو ایک تقریر کی بناء پر بغاوت کے ایک مقدمہ میں تین سال قید سخت کی سزا دی گئی تھی - فاضل ججان نے جرم بحال رکھا - مگر سزا تین سال کی بجائے ڈیڑھ سال کر دی۔

—— مسٹر شریف کی اپیل پر سر من متھ ناتھ مکرجی قائم مقام لاء ممبر گورنمنٹ ہند نے غور کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

—— مسز کملا دیوی کو غیر ممالک میں جانے کے لئے مدراس گورنمنٹ نے پاسپورٹ دینے سے انکار کر دیا ہے۔

—— مہاتما گاندھی نے مزدوروں کے پرامن پکٹنگ کو تشدد قرار دیتے ہوئے کانگرسی حکومتوں کو کارخانوں کی امداد کرنے کا مشورہ دیا ہے۔

—— سی - پی اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں ایک بل پیش کیا جائے گا جس کے پاس ہونے پر سول نافرمانی کی پاداش میں ہائی کورٹ کسی وکیل کا لائسنس ضبط نہ کر سکے گی۔

اینٹی آرمی بل ڈے منایا جائے

(لاہور ۲۳ ر اگست) چودھری افضل حق صدر مجلس احرار نے مسلمانوں کے نام اپیل شائع کی ہے - کہ وہ ۲۶ ر اگست کو اینٹی آرمی بل ڈے منائیں - اور ان مسلمانوں کو جنہوں نے اسمبلی میں اس بل کی حمایت کی ہے - پروٹسٹ کے تار دیئے جائیں۔

مقروض افسروں کے خلاف کارروائی

(لکھنؤ ۲۳ ر اگست) یو - پی گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے - کہ ان سرکاری افسروں کے خلاف جن کے سر پر قرضہ چڑھا ہوا ہے - کارروائی کی جائے - چنانچہ تحقیقات شروع ہو گئی ہے۔

پٹیالہ دربار پر ۱۶ لاکھ روپیہ خرچ کریگا

(پٹیالہ ۲۳ ر اگست) نئے مہاراجہ بہادر کے پہلے دربار کے لئے پٹیالہ گورنمنٹ نے سولہ لاکھ روپیہ خرچ کرنے کا فیصلہ کیا ہے - دربار دسہرہ کی تعطیلات میں ہوگا۔

چین پچاس سال تک جنگ کر سکتا ہے

(لنڈن ۲۲ ر اگست) جنرل وان فلکسن کا جو حال ہی میں ہانکو (چین) سے واپس آیا ہے - بیان ہے - کہ اگر ضرورت ہوئی - تو چین پچاس سال تک جنگ جاری رکھ سکتا ہے۔

فرانس کی بحری طاقت

(لنڈن ۲۲ ر اگست) معلوم ہوا ہے - کہ گورنمنٹ فرانس بحری فوج کے لئے ایک لاکھ ۲۶ ہزار ٹن کے جہاز تیار کرا رہی ہے - جن سے ۱۹۴۲ء تک فرانس کی بحری طاقت اٹلی کی بحری طاقت سے ۵۰ ہزار ٹن اور جرمنی کی بحری طاقت سے ایک لاکھ بیس ہزار ٹن زیادہ ہو جائے گی۔

آئندہ مردم شماری کے لئے ۲۰ لاکھ ملازم

(شملہ ۲۳ ر اگست) ۱۹۴۱ء میں ہونے والی مردم شماری کے سلسلہ میں تیاریاں شروع ہو گئی ہیں۔ آئندہ مردم شماری میں کل آبادی چالیس کروڑ تک پہنچ جائیگی - مردم شماری کے کام کے لئے بیس لاکھ اشخاص کی خدمات حاصل کی جائیں گی - کام ۱۹۳۹ء کے اکتوبر میں نہایت سرگرمی سے شروع کیا جاویگا۔

دجالی کارنامہ

الماریوں میں غلہ کی پیداوار

(لنڈن بذریعہ ڈاک) جنگ کی صورت میں دفاع کے لئے برطانیہ نے جو پروگرام مرتب کیا ہے اس میں ایک جزو خوراک کی بہم رسانی کا ہے - اس مقصد کے لئے سائنسدانوں نے تجربے کئے - جن کے نتائج کامیاب رہے ہیں - بڑے بڑے تھالوں میں مٹی ڈال کر ان میں بیج دبا دیئے جاتے ہیں - اور ان کے اوپر بعض نمک چھڑک دیئے جاتے ہیں - جو کھاد کا کام دیتے ہیں - یہ تھال الماریوں میں رکھ دیئے جاتے ہیں - یہ فصلیں ۸ سے ۱۰ دن کے اندر اندر زمین اور سورج کی روشنی کے بغیر پک کر استعمال کے لئے تیار ہو جاتی ہیں - اس طرح ہنگامی